احیائے تصوف کا علمبردار

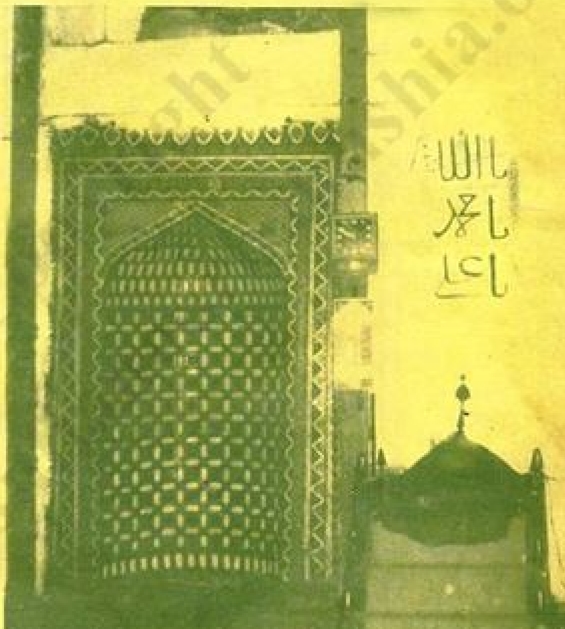
ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۶

فروری ۱۹۹۶ء

من شهد منكم الشهر فليصمه



در نمازم خم ابروئے تو چوں یاد آمد

حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

(حافظ)

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر۱۶ — قیمت دس روپے — فروری ۱۹۹۶ء

مدیر و ناشر:
ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:
رگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	120/- روپے سالانہ
سعودی عرب	1400/- روپے سالانہ
	(بشمول خصوصی ڈاک چارجز)
کویت	600/- روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	600/- روپے سالانہ
انڈیا	400/- روپے سالانہ
یورپ	600/- روپے سالانہ

خط و کتابت کا پتہ:
زونل آفس "نوائے صوفیہ"
دکان نمبر2 ، PD-17 ،
سید پور روڈ، پنڈورہ،
راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، چیک، ڈرافٹ اور
رجسٹری بھیجنے کا پتہ:
فلیٹ نمبر7 ، بلاک نمبر14 ،
کینگری IV ، آئی ایٹ سا ، اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 ، سیکٹر G.6/1.1 ، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

فساد اور امن

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ولا تعثو فی الارض مفسدین - اور (اللہ کی) زمین میں فساد پھیلانے والے مت بنو۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ فساد پھیلانے سے کیا مراد ہے اور اس کا قلع قمع کس طرح سے ممکن ہے۔

انسان بلکہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ جملہ مخلوقات دو طرح کی دنیاؤں سے علاقہ رکھتی ہیں۔

۱۔ داخلی دنیا

۲۔ خارجی دنیا

ان دو دنیاؤں کے معاملات ایک دوسرے پر اثرانداز ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہر ایک کا امن، صحت و سلامتی اور اعتدال دوسرے سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ پس فساد بھی دو طرح کا ممکن ہے یعنی داخلی دنیا کا فساد اور خارجی دنیا کا فساد۔

داخلی دنیا کا فساد

انسان جسم، ذہن اور روح کا مجموعہ ہے اور یوں اس کی جسمانی، ذہنی اور روحانی زندگی الگ الگ ہیں جو ایک دوسرے پر منحصر اور ایک دوسرے سے کلی طور پر وابستہ بھی ہیں۔

گویا انسانی جسم ایک سلطنت ہے جس میں دو بادشاہ ایک دوسرے کے متوازی اور ایک دوسرے سے تعرض کے بغیر حکومت کر رہے ہیں ان میں سے ایک بادشاہ دل ہے اور دوسرا بادشاہ دماغ ہے۔ دل جسم کی سلطنت روحانی کا فرمانروا ہے (یاد رہے کہ یہ وہ دل نہیں جو سینے میں بائیں جانب دھڑکتا ہے کیونکہ اس ظاہری دل کی حیثیت محض دوران خون کو جاری رکھنے والے ایک آلہ کی ہے۔) دماغ سلطنت ذہنی و جسمانی کا مطلق العنان بادشاہ ہے مگر اہل اللہ کے اقلیم جسم و روح میں دماغ دل کا فرماں بردار ہوا کرتا ہے اور ایک وزیر کی حیثیت میں کام کرتا ہے۔

ان فرمان روا قوتوں کے علاوہ دیگر بے شمار نظام ہیں اور ان جملہ نظاموں میں ہمہ وقت ایک توازن اور اعتدال قائم رہتا ہے۔ اگر یہ توازن اور اعتدال بگڑ جائے تو فساد اور بیماری پیدا ہوتی ہے۔ یہ بیماری جسمانی، ذہنی اور روحانی تینوں انواع کی ہو سکتی ہے۔

داخلی دنیا میں فساد اور بیماری کا سبب

غور کرو تو معلوم ہو گا کہ داخلی دنیا میں فساد اور بیماری کا سبب منشائے الٰہی کے علاوہ نظام فطرت سے انحراف اور بغاوت ہے۔ مثلاً دور حاضر کی اہم جسمانی بیماریاں جیسے دل کے عوارض، پھیپھڑے کی بیماریاں، جگر کا فساد، سرطان، ایڈز وغیرہ مرغن اور پرتکلف غذاؤں، فضائی آلودگی تمباکو نوشی و شراب نوشی، اور غیر فطری جنسی تعلقات وغیرہ کی پیدا کردہ بیماریاں ہیں اور گویا یہ انسان کو فطرت سے انحراف کی سزا مل رہی ہے۔

اسی طرح بہت سی ذہنی بیماریاں خصوصاً ذہنی تناؤ، ڈپریشن، مالیخولیا وغیرہ بھی مصنوعی نظام زندگی، ہوس زر، ماحول کی آلودگی اور غرض فطری نظام زندگی سے دوری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔

اب آیئے روحانی بیماریوں کی طرف جن میں حسد، لالچ، غصہ، کینہ، تکبر، ظلم و تعدی، جھوٹ، غیبت وغیرہ شامل ہیں۔ یہ جملہ بیماریاں سو فیصدی خالق حیات و کائنات کے پسندیدہ نظام فطرت یعنی دین اسلام کے اعلیٰ ضابطہ اخلاق سے دوری اور بغاوت کا نتیجہ ہیں۔

خارجی دنیا کا فساد اور اس کے اسباب

انسان کی خارجی دنیا کو بھی اس کی داخلی دنیا پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ خارجی دنیا انسانی ماحول کا نام ہے جس کا ایک جزو تو وہ انسانی برادری ہے جس سے ہر انسان کو شب و روز واسطہ رہتا ہے اور دوسرا اہم جزو وہ خطہ زمین یا حیاتیاتی اصطلاح میں وہ ایکو سسٹم (Ecosystem) ہے جس میں وہ اپنی زندگی گزارتا ہے۔

انسان کی خارجی زندگی کے بے شمار پہلو ہوتے ہیں مثلاً معاشی، معاشرتی، سماجی، سیاسی، علمی، تہذیبی، دینی اور ماحولیاتی پہلو وغیرہ۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ انسانی زندگی کے ان جملہ پہلوؤں میں امن اور اعتدال کا قیام نظام فطرت سے وابستگی ہی سے وابستہ ہے۔

مثلاً اگر سب انسان خدا تعالیٰ کے پسند کردہ معاشی نظام پر عمل پیرا ہوں۔ زکوٰۃ اور خیرات کی ادائیگی میں ذوق و شوق کا مظاہرہ کریں اور جمع مال کی ہوس سے بچتے رہیں تو معاشی دنیا میں ہر ممکنہ فساد مثلاً حرص، تکبر، جھوٹ، چوری ڈاکہ وغیرہ کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور معاشی انصاف انسانی معاشرے کو خوشیوں کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔

معاشرتی دنیا میں اگر دین فطرت پر عمل کیا جائے تو طرح طرح کی معاشرتی الجھنوں سے گلوخلاصی مل سکتی ہے۔ پھر نہ طبقاتی ناہمواری کی آویزش ہوگی، نہ نسلی امتیاز کی وجہ سے کوئی انسان محکوم و مجبور قرار پائے گا، نہ بے شمار معاشرتی برائیوں اور لعنتوں مثلاً دولت کی بے جا نمود و نمائش، سماجی تقاریب میں بے جا اسراف، شادی اور جہیز کی رسومات پر بے تحاشا اخراجات وغیرہ سے انسانی معاشرے کو نجات ملے گی اور یوں انسان ایک پرامن اور متوازن زندگی کے ثمرات سے لطف اندوز ہونے لگے گا۔

اسی طرح اگر سیاسی زندگی میں دین فطرت کے اصولوں پر عمل کیا جائے اور سیاسی رہنما اور صاحب اقتدار حضرات اپنے آپ کو کل رعایا کے حقوق اور اجتماعی امن اور سکھ کے محافظ اور نگہبان سمجھیں اور رعایا بھی قانون کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں تو بہت سی بیماریوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے اور ہوس اقتدار اور اس کے نتیجہ میں برپا ہونے والی جنگ و جدل، ظلم و تعدی، رشوت و اقربا پروری وغیرہ کا خاتمہ ممکن ہے۔

علمی زندگی میں اگر قانون فطرت کی پابندی کی جائے تو قلم اور زبان سے پھیلنے والی بیشتر بیماریوں کا علاج ہونا ممکن ہے۔ قلم اور زبان کو بے جا تعصب، تنگ نظری، اور بدنیتی کے فروغ کے لئے استعمال نہ کیا جائے، تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں ترک کر دی جائیں اور اسلاف کے چھوڑے ہوئے علمی ورثے میں دست اندازی اور ہیر پھیر کر کے علمی خیانت کا ارتکاب نہ کیا جائے تو علمی دنیا بیشتر فسادات سے محفوظ و مامون رہ سکتی ہے۔

یہی حال دینی دنیا کا ہے اگر دین حق کی اشاعت حسن خلق اور حسن مجادلہ کے ذریعے کی جائے کسی اور کے دین یا دینی رہنما کو برا بھلا کہنے سے احتراز کیا جائے اور قرآن پاک کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا جائے کہ ہر شخص کی نظر میں اس کا اپنا عقیدہ خوشنما بنا دیا گیا ہے تو دین میں فساد کا ختم ہونا بعید از امکان نہیں۔ اگر قانون الٰہی کو پیش نظر نہ رکھتے ہوئے اشاعت دین میں تعصب تنگ نظری اور مذموم جذباتیت (Fanaticism) کا مظاہرہ کیا جائے تو اسلام محض ملائیت بن کر رہ جائے گا اور سلامتی کا دین کہلانے کی بجائے، جنگ جو لوگوں کا دین کہلایا جائے گا جس کی طرف شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔

دین ملائی سبیل اللہ فساد

آخر میں ہم خارجی زندگی کے ماحولیاتی پہلو کی طرف آتے ہیں۔ بظاہر انسان نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہوشربا ترقی کے بل بوتے پر اپنے لئے بے شمار تعیشات اور سہولتوں کی فراہمی کا اہتمام کیا ہے مگر بڑی حد تک اس نے اپنے ماحول Ecology کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ مختلف ایجادات اور کارخانہ جات اور صنعتوں نے ماحول کو آلودہ بنایا ہے اور زمین کی شادابی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ آج دنیا میں کہیں تابکاری کے خطرات، کہیں تیزابی بارشوں کے مہلک اثرات اور کہیں اوزون کے غلاف کو پہنچنے والے نقصان کی باتیں زبان زدعام ہیں اور یہ سب انسان کی نام نہاد ترقی کا شاخسانہ ہے۔ عین ممکن ہے کہ آنے والی کسی صدی میں انسان کو اپنی غلطی کا اندازہ ہو کہ فطری زندگی کو نیست و نابود کر کے ترقی کے نام پر اس نے اپنی بربادی کا سامان خود بہم پہنچایا تھا۔

(باقی صفحہ نمبر ۵ پر)

قرآن مجید

آیت الکرسی کا ترجمہ تشریح اور کچھ فضیلتیں

مولوی عبدالحمید ایم اے، بی ایڈ

الله لا اله الا هو الحی القیوم لاتاخذه سنة ولا نوم ـ له مافی السموت ومافی الارض من ذالذی یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین ایدیهم وماخلفهم ولایحیطون بشیء من علمه الا بماشاء وسع کرسیه السموت والارض ولایوءده حفظهما وهو العلی العظیم ـ

مشکل الفاظ کے معانی ـ

" الحی " جو زندہ ہے ـ " القیوم " جو سب کو زندہ رکھنے والا ہے ـ " سنة " اونگھ ـ " نوم " نیند ـ " من یشفع " کون شفاعت کرتا ہے ـ " یعلم " وہ جانتا ہے ـ " ایدیھم " ان کے سامنے ـ " خلفھم " ان کے پیچھے ـ " لایحیطون " احاطہ نہیں کر سکتے ـ " وسع " وسعت پائی ـ " لایوده " اس کو نہیں تھکا دیتا ـ

ترجمہ: اللہ (وہ ہے) اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہے ـ سب کو زندہ رکھنے والا ہے کہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند ـ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ـ کون ہے جو سفارش کر سکے اس کی اجازت کے بغیر ـ جانتا ہے جو ان سے پہلے (ہو چکا) ہے اور جو ان کے بعد ہونے والا ہے ـ اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اس کے علم سے مگر جتنا وہ (اللہ) چاہے ، سما رکھا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اسے زمین اور آسمان کی حفاظت اور وہی ہے سب سے بلند عظمت والا ـ

تشریح: اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنی توحید و صفات کو نہایت دلکش اور خوبصورت پیرائے میں بیان فرمایا ہے جس سے ایک طرف اللہ کی عظمت و عزت دلوں میں پیدا ہوتی ہے دوسری طرف تمام مشکوک و شبہات جو یہودیوں اور عیسائیوں کے دلوں میں تھے دور ہو جاتے ہیں ـ

وحدانیت کے بعد اللہ کی دو اہم صفات " حیّ " اور " قیوم " کا ذکر ہے چونکہ کائنات کو زندگی بخشنے والا اللہ ہی ہے اور ساری چیزوں کی پرورش اس کی نگرانی میں ہو رہی ہے لہذا لازم تھا کہ مربوب ہر وقت رب کی نگاہوں کے سامنے ہو تاکہ اس کی صحیح پرورش ہو سکے ـ اگر ایک لمحہ کے لئے رب کی توجہ ہٹ جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے

" لا تاخذه سنة " میں ایک شبہ کا ازالہ ہے کہ خدا جس کی سلطنت اتنی وسیع ہے کیا وہ سوتا بھی ہے فرمایا اسے تو اونگھ بھی نہیں آتی سونا دور کی بات ہے یعنی وہ ہمہ آن بیدار ہوتا ہے اور اس کا علم ہر وقت کام کرتا رہتا ہے نیند اور اس قسم کی چیزیں انسان کو اس کی ذمہ داریوں سے غافل کر دیتی ہے لہذا اللہ کی ذات سے ایسی کوتاہیوں کی نفی کر دی ـ ـ

" ولا یوده حفظھما " میں یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید ہے ـ توریت میں لکھا ہے کہ اللہ نے سبت یعنی " ہفتے " کے دن آرام کیا ـ جس کا معنی یہ ہوا کہ اللہ بھی انسانوں کی طرح کثرت کار سے تھک جاتا ہے قرآن ارشاد فرماتا ہے کہ یہ مادی صفات اللہ کی عظمت و شان کے نہ صرف منافی بلکہ توہین بھی ہے وہ تو ان کمزوریوں سے پاک اور بلند و بالا ہے ـ

پھر اس آیت میں اللہ کی علمی وسعت کا بھی بیان ہوا کہ اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا اور بندہ صرف اتنا جانتا ہے جتنا اللہ عطا کرے اللہ کے علم اور بندے کے علم کی مثال اس طرح ہے کہ دریا سے ایک قطرہ پانی بلکہ اس سے بھی کم تر اس لئے انسان کو " ربی زدنی علما " کی دعا سکھائی گئی ہے ـ

آیت الکرسی کی فضیلت

یہ سورہ بقرہ کی سب سے لمبی آیت نمبر ۲۵۵ ہے۔ احادیث میں اس آیتہ کریمہ کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔ حضرت ابی بن کعب سے رسول خداؐ دریافت کرتے ہیں کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کونسی ہے۔ حضرت ابی بن کعب عرض کرتے ہیں واللہ رسولہ اعلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر یہی سوال کرتے ہیں پھر خود جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ کتاب اللہ میں سب سے عظمت والی آیت آیت الکرسی ہے۔

دوسری جگہ حضرت ابی بن کعب یوں روایت کرتے ہیں کہ میرے ہاں کھجوریں روز بروز گھٹ رہی ہیں ایک رات میں جاگتا رہا اور اس کھجور کی نگرانی کرتا رہا میں نے دیکھا کہ ایک جانور مثل جوان کے آیا میں نے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا کیا تو انسان ہے یا جن اس نے کہا میں جن ہوں اس کے ہاتھ کتے جیسے تھے اور ہاتھوں پر کتے جیسے بال بھی تھے اس نے کہا کہ تمام جنوں میں سب سے طاقتور میں ہی ہوں میں نے کہا کہ بھلا تو میرے کھجور چرانے پر کیسے دلیر ہوگیا اس نے کہا کہ تو صدقہ پسند کرتا ہے لہٰذا ہم کیوں محروم رہیں۔ میں نے کہا کہ تمہارے شر سے بچنے کے لئے کونسی چیز ہے اس نے کہا آیت الکرسی۔ صبح کو جب میں سرکار محمدیؐ میں حاضر ہوا اور رات کا واقعہ بیان کیا تو فرمایا خبیث نے یہ بات تو بالکل سچ کہی۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ رمضان پر پہرہ دے رہا تھا تو شیطان آیا اور سمیٹ سمیٹ کر اپنی چادر میں جمع کرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا۔ دوسرے دن شیطان پھر آیا میں نے پھر پکڑ لیا اور نہ آنے کے وعدے پر چھوڑ دیا تیسری مرتبہ پھر آیا تو میں نے پکڑ لیا اور چھوڑنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ تو رات کو بستر پر جاکر اس کو پڑھے گا تو اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہ آسکے گا۔ نبی اکرمؐ نے پورا واقعہ سنا اور اس بات کی تصدیق فرمائی۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔ دو آیتوں میں اللہ کا اسم اعظم ہے ایک تو آیت الکرسی اور دوسری آیت "الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم" ہے۔

ایک جگہ آیت الکرسی کی یوں فضیلت بیان فرمائی کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھ لے اسے جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے۔

اس لئے اعمال و وظائف میں آیت الکرسی جگہ جگہ استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً یہ آیت صلوٰۃ قیام اللیل کی پہلی رکعت میں خالدون تک پڑھی جاتی ہے۔

صلوٰۃ اوابین کی پہلی رکعت میں گیارہ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔

نماز حاجات میں پڑھی جاتی ہے اوراد فتحیہ اور اوراد عصریہ میں پڑھی جاتی ہے۔ دعائے مغفرت کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر مقام پر اس آیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

خپلو کے سیٹھ محمد امین انتقال کرگئے

خپلو بلتستان کے معروف سماجی شخصیت سیٹھ محمد امین طویل علالت کے بعد سی۔ ایم۔ ایچ ہسپتال راولپنڈی میں انتقال کرگئے۔ مرحوم عرصہ دراز سے کرکی تکلیف میں مبتلا تھے جو مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء کو خالق حقیقی سے جاملے۔ مرحوم کا جسد خاکی ان کے آبائی گاؤں خپلو میں لے جاکر سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم حاجی سیٹھ شکور صاحب کے بھتیجے اور سیٹھ ابراہیم کے چچازاد بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ امین۔ (ادارہ)

اسلام آباد کے قاچو محمد امین کو صدمہ

اسلام آباد کے مشہور سماجی کارکن اور انجمن محمدیہ اسلام آباد کے جنرل سیکرٹری حاجی محمد امین کی ہمشیرہ مختصر علالت کے بعد پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز اسلام آباد میں انتقال کر گئیں۔ اس ناگہانی موت پر ادارہ نوائے صوفیہ خصوصاً حاجی قاچو محمد امین صاحب کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔ (ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ)
قسط نمبر۲

سیدہ عالم فاطمۃ الزہراؑ

حاجی محمد سلیم

مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں کاروان سالار عشق

تیسری نسبت جو آپ کو حضرت مریمؑ سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ ہے کہ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا الحسن والحسین سید شباب اہل جنۃ۔ حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ایک اور موقع پر فرمایا یہ دونوں میری دنیا کے پھول ہیں۔

ماؤں کے لئے اسوہ حسنہ

حضرت علامہ محمد اقبالؒ مسلمان خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کو چاہیئے کہ وہ حضرت زہرا علیہ اسلام کی اسوہ کاملہ سے سبق حاصل کریں کیونکہ آپ کی سیرت طیبہ ماؤں کی زندگی کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔

فطرت تو جذبہ دارو بلند
چشم ہوش از اسوہ زہرا مبند

اے مسلمان عورت اگر تو صاحب ہوش فرد ہے اور جذبہ ایثار رکھتی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ تم حضرت زہرا علیہ السلام کے نقش قدم پر چلیں۔ اسوہ زہرا پر عمل پیرا ہونا ہی عقلمندی ہے۔

اگر تاریخ اور سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہ ایک مثالی بیٹی، مثالی رفیق حیات، اور مثالی ماں تھیں۔ ان کی دین داری۔ عبادت گزاری اور تلاوت قرآن پاک کا یہ عالم تھا۔ کہ ہاتھ چکی پیسنے میں مصروف اور زبان و دل ذکر اللہ اور تلاوت کتاب اللہ ہی مصروف رہتے۔ جہاں آپ کی زبان پر ہمہ وقت تلاوت کلام پاک جاری رہتی وہاں آپ عبا
ریاضت میں پوری پوری راتیں رکوع و سجود ہی گزارتی
اور آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہہ جاتی تھیں۔
اقبالؒ آپ کی عبادت و ریاضت کا منظریوں پیش
ہیں۔

گریہ ہائے اوز بالیں بے
گوہر افشاندے بدامان

خاتون جنت، سیدہ النساء العالمین حضرت زہرا
علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ فرض نمازوں کے علاوہ نوا
نمازیں بھی کثرت سے پڑھتی تھیں اور ساری رات قیام
میں گزر جاتی۔ لیکن افسوس آج کے دور میں ہم دعو
بہت کرتے ہیں کہ ہم جناب زہرا بتول کے عقیدتمند ہیں
جناب زہرا نے جو عمل کر کے ہمیں دکھایا ہے ہم ان
کوسوں دور بھاگے جا رہے ہیں۔ جناب مخدومہ کونین
صبر و رضا خاتون جنت عبادت و ریاضت میں راتیں جاگ
گزارتی ہیں۔ جبکہ ہم آج رات کو جاگ کر رہنا تو در کنا
صبح کی نماز کے لئے اٹھنا بھی گراں محسوس کرتے ہیں
لئے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری
ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمہیں پیاری

جود و سخا

سخاوت اور رحمدلی کا یہ عالم ہے۔ کہ ایک حاجت
مند کی امداد کے لئے اپنی چادر ایک یہودی کو فروخت کر
اس کی مدد کی۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ ایک
دفعہ حسنین علیہم السلام بیمار ہوگئے۔ حضور صلی اللہ عل
وسلم اپنے پیارے نواسوں کی عیادت کے لئے تشریف لا
اور تاجدار حل اتی سردار اولیا۔ حضرت علی علیہ السلام

فرمایا کہ بہتر ہوتا کہ اگر آپ اپنے پیارے بیٹوں کی صحت یابی کے لئے نذر مانتے ۔ آپ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام خاتون جنت، حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام اور فضہ نے تین دن کے روزے کی نیت کی۔ جب اپنے پیارے بیٹے سردار جوانان اہل جنت حسین علیہ السلام صحت یاب ہوگئے تو یہ منت پوری کرنے کے لئے روزے رکھے۔ لیکن گھر میں کچھ نہیں تھا۔ جناب علی مرتضیٰ ایک یہودی سے تین صاع قرض لائے ۔ جس میں سے جناب زہرا نے ایک صاع جو پیس کر پانچ روٹیاں پکائیں۔ جب افطار کا وقت ہوا تو ایک سائل نے دروازے سے آواز دی۔ اے اہل بیت نبوۃ! میں ایک مسکین مسافر ہوں۔ میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں مجھے کھانے کے لئے کچھ دو ۔ اس آواز کا سننا تھا کہ سب نے روٹیاں اس مسافر کو دے دیں خود پانی سے روزہ افطار کر کے بیٹھ گئے۔ دوسرے دن پھر افطار کے لئے تشریف فرما ہوگئے۔ تو ایک یتیم نے آواز دی باور سب نے تمام روٹیاں اس یتیم کو دے دیں۔ تیسرے دن بھی اسی طرح عین افطار کے وقت کسی نے دروازے سے آواز دی اور حسب معمول سب نے اپنے اپنے حصے کی روٹیاں اس سائل کو دے کر پانی سے افطار پر اکتفا کیا۔ حضرت زہرا بتول کی سخاوت کا ایک اور مشہور واقعہ بھی ہے۔ ایک دفعہ ایک حاجتمند نے دروازے سے آواز دی تو آپ نے اپنے جہیز کے سب سے اعلیٰ اور قیمتی لباس اس سائل کو عطا کیا اور خود پرانا لباس پہن کر بیٹھ گئیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لائے تو آپ نے اپنی پیاری بیٹی کو پرانے لباس میں ملبوس پایا۔ آپؐ نے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے عرض کیا کہ میں نے اپنی نیا لباس اس لئے ایک سائل کو دے دیا کہ آپؐ نے فرمایا تھا۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - یعنی تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ خدا کی راہ میں اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو۔ یہ تھا جناب خاتون جنت فاطمہ زہرا علیہ السلام کی سخاوت کا عالم ۔ کیا ہم میں بلکہ پوری دنیا میں کوئی ایسی مثالی عورت مل سکتی ہے۔ جو اپنی قیمتی سے قیمتی چیز راہ خدا میں دے دے۔ ہرگز نہیں۔ یہ اعزاز صرف اور صرف جناب مخدومہ کونین - پیکر مہر و وفا - مادر حسنین شریفین کو حاصل ہے۔

ایثار و صبر و رضا

آپ کے ایثار و صبر اور رضا کا یہ حال تھا کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی زندگی انتہائی سادہ تھی ۔ بعض اوقات نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ ان حالات کو جناب پیکر صبر و رضا سیدہ بتول نے انتہائی خوش دلی اور خندہ پیشانی سے قبول فرمایا ۔ بحیثیت رفیقۂ حیات کے فرمانبرداری کا ایسا حق ادا کیا کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نہ صرف آپ کے اخلاق کے گرویدہ ہوگئے بلکہ آپ کے ایثار و وفا کے دل و جان سے قدردان تھے۔ بحیثیت ماں آپ نے جو عظیم کارنامہ سرانجام دیا تاریخ عالم بلکہ تاریخ انسانیت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ واقعہ کربلا میں جناب سید شہداء حضرت امام حسین علیہ اسلام نے ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا جو عظیم نمونہ پیش کیا۔ اس میں آپ (جناب زہرا علیہ اسلام) کی تربیت کا بڑا دخل ہے۔

وصال مبارک

جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کا وصال اپنے ابا جان سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ماہ رمضان المبارک کے تین تاریخ ۱۱ ہجری کو واقع ہوا یوم وصال حضرت زہرا بتول نے خود غسل فرمایا اور پاکیزہ لباس پہن کر پہلے نماز ادا کی۔ بعد ازاں اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر قبلے کی طرف منہ کر کے لیٹ گئیں ۔ اور حضرت اسماء بنت عمیس کو فرمایا۔ کہ باہر چلی جائیں۔ ایک ساعت کے بعد مجھے آواز دینا ۔ اگر میں نے کوئی جواب دے دیا تو فبہا ورنہ سمجھ لیں کہ اپنے پروردگار کے حضور اپنے والد گرامی ختم المرسلین کے پاس پہنچ گئی ہوں۔ حضرت اسماء باہر آگئیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آواز دی۔ مگر کوئی جواب نہ آیا دوبارہ اور سہ بارہ آواز دی۔ اے سیدۃ النساء. مگر کوئی جواب نہ آیا۔ تو حضرت اسماء نے

اندر جا کر چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو آپ اپنے مالک حقیقی کے حضور اپنے والد بزرگوار سرکار دو عالم کے پاس تشریف لے گئیں تھیں ۔ آپ نے وصال سے پہلے جناب مولائے متقیان حضرت علی کو وصیت کی تھی کہ مجھے رات کی تاریکی میں دفن کیا جائے۔ اس لئے زندگی میں کسی نامحرم کی نظر مجھ پر نہیں پڑی ہے۔ موت کے بعد بھی کسی نامحرم کی نظر مجھ پر نہ پڑے چنانچہ آپ کے شوہر نامدار حضرت علی علیہ السلام نے آپ کے جنازے کو رات کے وقت قبر اطہر میں اتار لیا۔ مگر افسوس کہ قلم رک جاتا ہے کہ واقعہ کربلا میں امت کے ظالم اور شقی القلب لوگ ثانی زہرا محافظہ یتیمان کربلا حضرت زینت کبریٰ وام کلثوم اور دوسری خواتین کو بے پردہ کربلا شام و کوفہ تک اسیر کر کے لے گئے۔ آپ نے اسیری اور تکلیفات کی قربانی دے کر نہ صرف جناب سیدہ عالم بتول عذرا علیہ السلام کی تربیت کا عملی ثبوت دیا بلکہ اپنے نانا جان علیہ السلام کے لائے ہوئے اسلام کو زندہ رکھا ۔ واقعہ کربلا کے عظیم سانحہ میں دو عظیم ہستیوں کی اہم اور بے مثال قربانیاں شامل ہیں۔ ایک سید شہدا حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنے اور اپنے جانثاروں کی جانی قربانی دے کر شہادت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہو کر اسلام کو زندہ کیا ہے۔ جبکہ ثانی زہرا علیہ السلام حضرت زینب نے اسیری قبول کر کے اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے حسینؑ کی شہادت اور زینب سلام اللہ علیہ کی اسیری دونوں ضروری تھے ۔ اگر بہن بھائی دونوں قربانی نہ دیتے اسلام کو حیات نو نہ ملتی ۔ یہی وجہ ہے کہ جناب مظلوم کربلا حضرت امام حسین نے کربلا کے سفر میں زینب علیہ السلام کو بھی ساتھ لیا ۔ ہم ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک مجالس اس لئے قائم نہیں کرتے کہ ہم روئیں اور پیٹیں بلکہ ہم تجدید عہد کرتے ہیں کہ اسلام کے لئے ہم بھی جناب سید شہدا حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہ و دیگر شہدائے کربلا و اسیران کربلا کے نقش قدم پر چل کر جان کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بقیہ تفکر و تدبر

ان تمام فسادات کا علاج

ان جملہ فسادات کا علاج دین فطرت اسلام اور مذہب تصوف پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہے۔ مثلاً نفس امارہ پر قابو پانے سے جسم اور ذہن کے جملہ عوارض کا علاج ہو جاتا ہے۔

ریاضت اور عبادت سے جملہ روحانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے اور روحانی طور پر انسان صحت مند ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دین فطرت اسلام کے معاشی ، سیاسی اور معاشرتی نظام پر سو فیصد عمل پیرا ہونے کی صورت میں جملہ خلاف فطرت اور موجب فساد امور کا سدباب ہو جاتا ہے۔

دین اسلام اور مذہب تصوف دراصل دین فطرت اور مذہب انسانیت کے ہم معنی الفاظ ہیں اور ان نظاموں پر عمل کرنے سے انسان فطرت کے قوانین سے ہم آہنگ ہو کر اپنی زندگی گزار سکتا ہے۔ اور ان تمام فسادات ، بیماریوں اور عوارض سے بچ سکتا ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نقص امن ، بے چینی اور تشویش کے موجب بنا کرتے ہیں اور یوں حکم خداوندی **ولا تعثو فی الارض مفسدین** کی صحیح معنوں میں پاسداری کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس فطری نظام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ امین

قارئین نوائے صوفیہ کو عیدالفطر کی خوشیاں مبارک ہوں

(ادارہ)

(گزشتہ سے پیوستہ) قسط نمبر ۲

حضرت سید علی ہمدانی کی تعلیمات

کرنل غلام سرور

پاخلی (ہزارہ کے علاوہ پکھلی) کے حاکم، محمد خضر شاہ، بلخ کے حاکم، محمد شاہ، کشمیر کے حاکم و امراء، آپ کی عظمت کے گرویدہ تھے۔ سید کے ہم عصر بادشاہ اور شرفاء ان کی انتہائی تعظیم کرتے تھے۔ وہ ان کے ارادت مند تھے۔ اور دل و جان سے ان پر نثار تھے۔ اکثر و بیشتر حاکم آپ کے استقبال کے لئے آتے تھے چنانچہ جب کشمیر میں آپ اپنے سات سو ہمراہیوں سمیت پہنچے تو ان دنوں سلطان شہاب الدین "اوہند" کے مقام پر لڑائی میں مصروف تھا۔ لیکن اس کا ولی عہد، قطب الدین، آپ کے استقبال کے لئے آیا تھا۔

شاہان کشمیر نے شاہ محترم کے جو مشورے قبول کئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ کچھ تفصیلات اوپر آچکی ہیں۔

۱) سلطان شہاب الدین نے ان کے مشورے اور تلقین پر ۷۷۴ھ میں "دی ہند" کے بادشاہ کے ساتھ اٹک کے قریب اپنی جگہ بند کر دی تھی۔

۲) سلطان قطب الدین نے آپ کی ہدایت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہندوانہ لباس کی جگہ ترک شاہان کی مانند لمبا چغہ پہننا شروع کر دیا تھا۔

۳) سلطان قطب الدین نے دو حقیقی بہنوں سے شادی کر رکھی تھی۔ آپ کے ارشاد پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس نے بڑی بہن کو آزاد کر دیا۔

۴) سلطان شہاب الدین نے یہاں پہلا مدرسہ بنوایا۔ جس میں علوم اسلامیہ کی تدریس شروع ہوئی۔ اسی مدرسہ میں تربیت پانے والی ایک شخصیت، امام القراء ابوالمشائخ شیخ عثمان تھے۔ فارسی ادب اور زبان کا رواج شاہ ہمدانؒ کے طفیل تیز تر ہو گیا۔ آپ اپنی کتابیں اپنے ساتھ لائے اور سلطان قطب الدین کے زمانہ میں یہاں ایک باقاعدہ کتب خانہ قائم کیا۔ قطب الدین کے عہد میں کشمیر میں ایک مدرسہ تھا، جس کا نام، عروۃ الوثقیٰ تھا اور اس کی بنیاد، سید جمال الدین محدث نے رکھی تھی۔ آپ کشمیر میں سید علی ہمدانی کے ہمراہ آئے تھے۔ بعد ازاں مدرسوں، شفاخانوں، خانقاہوں اور مسجدوں کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دی جانے لگی۔

اوپر ذکر آچکا ہے، کہ شاہ ہمدان ایک بڑا کنبہ یعنی سات سو افراد اپنے ہمراہ لائے تھے۔ مگر یہ لوگ کشمیریوں کے لئے بوجھ نہیں بنے تھے۔ بلکہ وہ اپنے ساتھ، ایرانی ہنر و فن بھی لائے تھے۔ چنانچہ، امیر کبیر نے ہمدان اور ایران کی کئی صنعتوں کو یہاں رواج دیا۔ آپ کی آمد کے وقت شالبافی کی قدیم صنعت عالم نزع میں تھی۔ آپ کی تشویق اور سلطان قطب الدین کی سرپرستی سے اس کا احیا ہوا۔ خود شاہ ہمدان، اکل حلال کے لئے کلاہ بافی کیا کرتے تھے۔ یہ کام کشمیر میں آمد کے بعد بھی جاری رہا۔ ان دلپذیر صنعتوں کی بنا پر شاہ موصوف نے کشمیر کو ایران صغیر بنا دیا۔

کشمیر میں ہندو تہذیب کی جگہ، اسلامی اور ایرانی تہذیب اور سنسکرت کی جگہ عربی اور فارسی زبانیں رواج پانے لگیں۔

شاہ ہمدان کی تعلیمات کے مراکز ہمدان ختلان، ماوراء النہر بھی تھے۔ جہاں انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزارا تھا۔ آپ جہاں بھی گئے۔ عوام کی رشد و ہدایت کو اپنا فریضہ سمجھتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق، آپ نے فرنگستان کے کسی ملک کو بھی اسلام سے آشنا کرایا تھا۔ اور وہاں کے مکینوں کو مسلمان بنایا تھا۔ مگر ان مقامات کی نسبت، آپ کی مساعی، کشمیر میں زیادہ بارآور ثابت ہوئیں۔

ظلمت کفر و عصیاں کو دور کرنا اور اسلام کا پھیلانا ایک عظیم خدمت ہے۔ یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جسے دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ بھی اتنے کم عرصے میں سرانجام نہ دے سکے، جتنی قلیل مدت میں سید ہمدانی نے کر دکھایا۔ آپ کے پاس ایمان کی وہ عظیم دولت تھی، جسے دنیا کی بڑی سے بڑی قوت متزلزل نہ کر سکتی تھی۔ حکیم الامت نے اپنے شاہکار آسمانی سفر میں شاہ صاحب سے اپنی ملاقات کا ذکر، "آں سوئے افلاک" کے عنوان سے کیا ہے۔ حکیم الامت، نے شاہ ہمدان کی منقبت اور ان کی روحانی وجاہت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

سید السادات، سالار عجم + دست او معمار تقدیر امم

تاغزالی درس اللہ ہو گرفت + ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر + میر و درویش و سلاطیں را مشیر
خطہ را آں شاہ دریا آستیں + داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید اں مرد ایران صغیر + با ہنر ہائے غریب و دلپذیر
یک نگاہ او گشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہی بدہ

ماضی و حال کے تمام تذکرہ نگار، حضرت کا نام نہایت تعظیم و عقیدت سے لیتے ہیں۔ مگر حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے آپ کو سید السادات، سالار عجم، معمار تقدیر امم، مرشد خطہ مینو نظیر کہکر عدیم المثال منقبت کی ہے۔ اقبال یہ جانتے تھے کہ آپ ہی نے کشمیر کو نئے ہنر اور دلپذیر فن سے ایران صغیر بنایا تھا۔ بقول اقبال، آپ کی ایک نگاہ سے صد گرہیں کھل جاتی تھیں۔

علامہ اقبالؒ نے شاہ موصوف سے عالم بالا میں بھی گفتگو کی۔ اقبال، ان سے یہ سوال کرتے ہیں۔

خیر و شر کی آمیزش کیا ہے، کہ ایک طرف تو شیطانی قوتیں ہر آن برائی پر راغب کرتی ہیں۔ اور دوسری طرف اطاعت و نیک عملی کی تمنا ہے۔ مشت خاک کی یہ آزمائش کیوں ہے؟

شاہ ہمدان فرماتے ہیں کہ اس کی مصلحت یہ ہے کہ اس قوی دشمن سے نبرد آزمائی کر کے ہم اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کریں۔ یہ یاد رہے کہ طاقتور دشمن سے مقابلہ و مقاومت کرنے میں انسانی شخصیت نکھرتی ہے۔ اگرچہ شیطان کی دوستی انسان کی بدبختی ہے۔ مگر اس سے پیکار انسانیت کا کمال ہے۔ وہ اس لئے کہ قوی دشمن، جہاد بالنفس کے وسائل فراہم کرتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر، علامہ اقبالؒ اس مسئلہ خیر و شر کی تشریح، شاہ ہمدان سے کیوں چاہتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شاہ موصوف کی پوری زندگی اسی جہاد میں گزری ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کے لئے بھی پوری کوشش و ہمت سے کام لیا اور کبھی طاغوتیت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ تیمور جیسے شمشیر زن حاکم کے سامنے بھی آپ کے لب و لہجہ اور آئین حق گوئی و بیباکی میں فرق نہیں آیا۔ آپ نے جہاد نفس کے ساتھ جہاد لسان بھی کیا تھا۔ آپ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اگر زمین و آسمان آگ اگلنے لگیں تو بھی میں صرف "حق بات" ہی کہوں گا۔

"رسالہ فتوحیہ" میں حقیقی جوانمرد کی تعریف یہ کی ہے کہ وہ شیطانی قوتوں کی بیخ کنی کرتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کی تعلیمات کا ماحصل بھی یہی تھا کہ:

"حقیقت ابدی ہے مقام شبیری"

انسانیت کا مالک وہ ہے جو صحیح معنوں میں لا الہ کا حق ادا کرے۔ اپنی نظریاتی اور عملی تعلیمات کی وجہ سے شاہ ہمدان، علامہ اقبالؒ کو اس سوال کے جواب کے لئے بہت موزوں نظر آئے۔ کیونکہ شیطانی قوتیں انسان کو بے حس اور تعمیری قوتوں سے محروم کر دیتی ہیں۔

شاہ ہمدانؒ کی تعلیمات

سید علی ہمدانی ایک صوفی باصفا اور عارف پاکباز تھے۔ آپ کا طریق تصوف درویشی تھا۔ آپ کے ملفوظات کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلی مراتب تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان تمام خطاؤں اور لغزشوں سے باز رہے اور اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرے۔ مال و جاہ اور نام و نمود کی طلب سے حتی المقدور اپنے دامن کو بچائے۔ توکل کا راستہ اختیار کرے اور قناعت کا دامن ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دے۔ شیخ کامل کی صحبت کے سوا، خلائق کی صحبت و آمیزش سے اپنے آپ کو دور رکھے اور حواس کو محفوظ رکھے یعنی آنکھ کو دیکھنے، کان کو سننے اور زبان کو ناشائستہ کلمات کہنے سے باز رکھے۔ غیر حق سے منہ موڑے۔ ذکر الہی کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب ہو۔ ایک لمحہ کے لئے بھی محبوب حق سے غافل نہ رہے۔ اپنے نیک مقصد کے حصول کی خاطر، مراقبہ کا عمل اختیار اور اپنی رضا کو محبوب کی رضا میں شامل کر دے۔ یہ منزل، جس خوش نصیب کو مل جائے۔ وہ اوصاف ربانی سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور انوار قدوسی سے تابدار ہو کر فضائے لاہوتی میں پرواز کرنے لگتا ہے۔

حضرت شاہ ہمدان نے اپنی تعلیمات میں حسن اخلاق پر بہت زور دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک، روح اور دل کی صحت کا معاملہ حسن خلق ہی ہے۔ یوں حسن خلق،

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

SHAH SAYYED MUHAMMAD NURBAKHSH QAHISTANI

(Continued)

Sajjad Hussain, M.Sc.,
AJK University, Muzaffarabad.

NURBAKHSH'S EFFORT FOR THE CAUSE OF PAN-ISLAMISM

Syed Muhammad Nurbakhsh is the second Islamic preacher to this region and Mir Shams-Addin Iraqi the third preacher in chronological order at whose hands, Islam was strengthened in these territories. Three group of historians exist with controversial views regarding the first and the third preacher too. The ideas of the first and second groups concerning Amir Kabir, Nurbakhsh and Shams Addin Iraqi is nothing but their personal views.

But the third group seems to have studied their works in detail and we think that these scholars are right in their research. Nurbakhsh was a sufi scholar and spiritualist but unlike other Sufiyas, he also paid special attention to the legal and philosophical aspects of Quran and the Hadiths and compiled a treatise on Islamic Jurisprudence. Some scholar object that Nurbakhsh has claimed to be Mehdi, restorer of all good.

They cite his poems (ghazals mathnavis, rubais) in which he has described his spiritual exaltation. But they neglect his prose works. These scholars are perhaps not well versed with the tradition of mystic poetry. If they only study his ghazals in details, still they shall also find the other aspect of his sufi pantheism.

For example Nubakhsh says.

> "We have washed away the impression of others from the tablets of existence; we have seen that the world has qualities and an identical substance."

In order to understand Nurbakhsh's mission and efforts for the cause of Pan-Islamism, it is necessary to study his teaching methodology and both his poetical and prose works in detail. Arrangements should be made to ensure the availability of his work, which are not available in Europe. As Mr. Gibbs and Krammer write:-

"Prose work by him (Nurbakhsh) is Kitab-al-Aitiqadia and Al-fiqh- al-Ahwat (jurisprudence), none of these appears to have reached Europe." Though his prose works are not available in Europe the European Scholars who made a serious attempt to learn the Persian and Arabic languages still seem to interpret the true spirit of Nurbakhsh's mission. Of these scholars mention may be made of D.S Margolith, E.G whitfield, H.A.R. Gibbs, J.H. Krammer, Henry Corbin and most recently Dr. Andreas Rieck.

Mr. D.S Margolith Writes:-

> "It is said that Al-Fiqh Ahwat contains some details about their practices and it bridges the differences between Sunnism and Shiism; but without our access to the Fiqh-al-Ahwat, it is difficult to estimate the justice of assertion of the writer to revive the practice of prophet's time."

"Among the Sufi orders' that played a leading role in bridging the gap between Sunnism and Shiism, credit must go to Nurbakhshiyya sufi and Niamat Allahia Tariqas."

Dr. Sabbir Afaqi writes:-

"Syed Muhammad Nurbakhsh has created a moderate Islamic sect between Sunnism and Shiism in order to bring these sects closer to each other and the Nurbakhshis adopted the moderate sect.

Dr. Mohammad Riyaz writes:-

"The Nurbakhshi sect is a strange mixture of Shii and Sunni doctrines and hundreds of thousand followers of the sect are inhabited in Baltistan and adjoining areas."

("To be continued")

رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں

اخوند غلام تقی نور بخشی جناح القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

فمن شهد منکم الشهر فلیصمه - " پس تم میں سے جو کوئی (مرد / عورت) اس ماہ (رمضان) کو پا لے ، چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔"

ماہ رمضان ہر سال رحمتوں ، برکتوں اور مغفرتوں کے بے بہار خزانے لے کر ہمیں شجر سایہ دار کی طرح ڈھانپ لیتا ہے۔ اس ماہ مقدس کے بھی ہمارے اوپر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ جنھیں حتی المقدور نبھانا ہمارے لئے ضروری ہے۔

مسلمان خواہ کسی دیہات میں ہو یا ترقی یافتہ شہروں میں یا کسی دیار غیر میں ، تقویٰ اس کا دینی فریضہ ہے۔ لیکن غیر مسلم معاشرے میں خصوصاً اور عام شہروں میں عموماً مسلمانوں کے لئے یہ ماہ مبارک زیادہ مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے جہاں قدم قدم پر عریانی فحاشی اور دوسرے سینکڑوں اقسام کی برائیوں کے مواقع ہر لحہ مومنوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور ہر قدم پر قوت ایمانی کو ختم کرنے والی شیطانی قوتوں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے ایسے موقعوں پر جلوہ دانش فرنگ سے خیرہ نہ ہونے والی ایمانی آنکھوں اور محتاط دلوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

جس طرح ہم پر یہ ماہ مقدس بے شمار رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ آتا ہے ہمیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و شفقت کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے اور دوسروں کی ضروریات میں کوئی فرق روا نہ رکھیں اپنی خوشیوں میں معاشرے کے دوسرے غریب اور ستم رسیدہ انسانوں کو بھی شامل کریں اور اصل عید ہی یہی ہے کہ ہم اپنی خوشیوں میں دوسرے دکھی انسانوں کو بھی خوشی کے مواقع فراہم کریں۔ عین ممکن ہے کہ ہم پورے مہینے عیش و عشرت کے ساتھ روزہ رکھیں اور شام کو انواع و اقسام کے کھانوں ، پھلوں اور رنگا رنگ مشروبات سے روزہ افطار کریں اور ہمارے پڑوس میں کوئی خالی پیٹ پانی کے گھونٹ سے روزہ رکھ رہا ہو اور شام کے کھانے کے لئے کسی کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہو۔ اس صورت میں ہمارے بھوک پیاس برداشت کرنے کا کیا فائدہ ، اگر ہم سے احسان نہ ہو سکے تو کم از کم عدل سے کام لینا چاہئے۔ روزہ ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم خود ہی پر تکلف کھانوں اور ٹھنڈے میٹھے مشروبات سے شکم سیر نہ ہوں بلکہ اپنے نادار مفلس اور تنگ دست مسلمانوں کی ضروریات کا بھی ہمیں احساس نہ ہو جن کے ہاں اتنی استطاعت بھی نہیں کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو روٹی کپڑا مہیا کر سکیں۔

ہم سب کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنے معاشرے کو پرکیف روحانی ماحول فراہم کرنے کے لئے مواقع پیدا کریں ۔ خاص طور پر رمضان مبارک میں قرآن فہمی کی ترغیب دیں اور کثرت سے تلاوت کے ساتھ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں ہم سال بھر لاپرواہی اور انتہائی غفلت کے ساتھ خدا اور رسولؐ کے احکامات کو پس پشت ڈالے رکھتے ہیں اور اپنی زبان کو بے لگام چھوڑتے ہیں جو منہ میں آئے کہتے ہیں اور تمام ناپسندیدہ اور قابل مذمت کاموں میں ملوث ہوتے ہیں ۔ اب یہ مہینہ جو برکتوں اور مغفرتوں کا ہے اس میں بھی ہم یہی صورت حال برقرار رکھے اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کی دعا طلب نہ کریں تو ہم جیسا بدبخت اور بے وقوف انسان اور کوئی نہیں ہو گا۔ لہٰذا ہمیں اس ماہ مبارک کو غنیمت جاننا چاہئے ۔ کیا معلوم آئندہ اس ماہ مقدس نے ہم میں سے کتنے محروم رہ جائیں گے ۔

زندگی پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

جب موت کا مقررہ وقت آپہنچتا ہے تو کسی کو بھی ایک لمحہ آگے پیچھے کرنے کا اختیار نہیں ۔ اس لئے اس ماہ سعید میں خصوصاً اپنے قول و عمل سے غیر اسلامی اور ناپسندیدہ شعائر کی مذمت کریں ۔ بدکاری ریاکاری جھوٹ غیبت بغض و حسد مکروہ فریب اور دھوکہ جیسے اوصاف رذائل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں ۔ یہی تقاضائے روزہ ہے اور یہی تقویٰ اور ایمان کی نشانی ہے۔

ہماری ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم اپنے روزے اور دیگر اعمال ان کے آداب و شرائط کے مطابق بجا لائیں ۔ روزے کے مسائل معلوم کریں ۔ اس سلسلے میں ہو سکے تو خود مسائل کی کتابیں پڑھیں نہیں تو اپنے جاننے والے کسی قریبی عالم دین سے دریافت کریں ۔ مسائل کسی بھی نوعیت کے ہوں ان کے پوچھنے کے معاملے میں خواہ بڑی عمر کے ہوں خواہ چھوٹی عمر کے بالکل شرم محسوس نہ کریں اس میں شرم کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ۔اگر ہم اپنے اعمال جان کر ان کے آداب و شرائط کے ساتھ بجا لائیں گے تب وہ ہمارے لئے کارآمد اور سودمند ثابت ہوں گے۔

اس ماہ مقدس کی برکتوں کو دیکھیں انیس الواعظین میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے ۔ سرکار مدینہ سرور قلب و سینہؐ نے ارشاد فرمایا۔

"جو کوئی رمضان المبارک میں کسی مسکین کو صدقہ دے گا اس کے لئے اس قدر ثواب ہو گا گویا اس نے دنیا کی تمام چیزیں صدقہ میں دے دی ہوں۔ اور جو کوئی رمضان المبارک میں ایک رکعت نماز پڑھے گا اس کو اس قدر ثواب ملے گا جو غیر رمضان میں دو لاکھ رکعت پڑھنے سے ملتا ہے۔ اور جو کوئی رمضان المبارک میں ایک مرتبہ "سبحان اللہ" کہے اس کو اس قدر ثواب ملے گا جو غیر رمضان میں ایک لاکھ سبحان اللہ کہنے سے ملتا ہے اور جو کوئی رمضان المبارک میں کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا تو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے اللہ پاک اس کو ساٹھ لاکھ جنتی جوڑے پہنائے گا اور جو کوئی رمضان المبارک میں کسی بھوکے کو کھانا کھلائے گا یا کسی روزہ دار کو افطار کرائے گا تو اس شخص کو اس بندے کے برابر ثواب ملے گا جس نے غیر رمضان میں پوری زمین کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خیرات کیا ہو۔

اور ایک حدیث میں ارشاد گرامی ہے۔

آقائے نامدارؐ نے فرمایا "ایک رمضان دوسرے رمضان تک ایک حج سے دوسرے حج تک ، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک نماز دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں جبکہ وہ گناہ کبیرہ سے بچتا رہے ۔"

اس مہینے میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ گویا اگر کوئی خوش قسمت انسان اس مبارک ماہ کے ابتدا سے آخر تک اگر تمام برائیوں سے بچتے ہوئے تمام واجبات مسنونات تسبیح تہلیل ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن پاک کے ساتھ روزہ رکھتے ہوئے اس مقدس ماہ کو الوداع کہے تو بلاشک و ریب اس نے شب قدر کے ساتھ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا۔

(گزشتہ سے پیوستہ) قسط نمبر ۳

دیار امیر کبیر میں

میر عبدالعزیز مدیر "انصاف"

ان مقالات خطابات اور نظموں کے بعد ورکنگ سیشن ختم ہوا۔ معلوم ہوا کہ سارے مقالہ نگار بھاگ گئے ہیں۔

۶ ستمبر کو بھی لنچ سے قبل کوئی کلچرل شو ہونا تھا لیکن اس کا ذکر پرنٹ شدہ پروگرام میں تھا تو سہی لیکن ہمارے اوپر جو نگران مقرر تھے ان کو ان کا کوئی علم نہیں تھا۔ اور نہ ہمیں آرڈر آف دی ڈے صبح کے وقت دیا جاتا تھا۔ بس کچھ عرصہ قبل یہ بتایا جاتا تھا کہ آج یہ پروگرام ہے۔

۶ ستمبر کو جب میں نماز فجر کے لئے جانے لگا تو مجھے فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ میں نے سوچا کہ شاید کسی نے شوقیہ فائرنگ کر دی ہو۔

لیکن ناشتہ کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ اب واپس دوشنبہ روانگی ہے۔ لنچ وغیرہ وہاں ہی ہو گا۔ اور کولاب میں مزید کوئی پروگرام نہیں ہے۔

یا مظہر العجائب۔ حمید مفتی غائب

کل صبح ناشتہ کے بعد حمید مفتی صاحب میرے کمرے کے سامنے سے گزرے اور کہا کہ میں ذرا جا رہا ہوں فکر نہ کرنا۔ لیکن مفتی صاحب اب چوبیس گھنٹے سے غائب تھے۔ خواجہ عبدالصمد وانی نے کہا کہ مجھے بھی کل مفتی صاحب ملے اور کہا کہ میں ڈاکٹر کے ساتھ ہسپتال جا رہا ہوں۔

لیکن رات بھر مفتی صاحب کا کمرہ بند رہا۔ ڈاکٹر ہمدانی نے کھڑکی سے دیکھا کہ بلب روشن ہے اور مفتی صاحب ندارد ہیں۔

اگر ہماری لنچ کے بعد روانگی ہوتی تو کوئی مضائقہ نہیں تھا کیونکہ مفتی صاحب کو طبع شدہ پروگرام کے مطابق یہی معلوم تھا لیکن اب تو صبح کے ناشتے کے بعد ہی روانگی تھی اور ہم لوگ سامان لے کر بسوں میں سوار ہو رہے تھے۔ لیکن مفتی صاحب ندارد تھے۔

آخر انتظامیہ کو اطلاع کی گئی انہوں نے کہا کہ شہر میں بیسیوں بیمارستان (Hospital) ہیں۔ کہاں کہاں تلاش کریں آخر انتظامیہ حرکت میں آئی اور مفتی صاحب ایک بیمارستان سے برآمد ہوئے۔ ان کو فوری طور پر لایا گیا اور سامان لے کر یہ بھی ہمارے ساتھ روانہ ہوئے۔ جمعرات کا دن تھا اور ۶ ستمبر ہم کوئی ایک بجے دوشنبہ پہنچے سامان کمروں میں رکھ کر ڈائننگ ہال کی طرف روانہ ہوئے۔ کھانا کھانے کے بعد نماز پڑھی

آج پروفیسر وانی نے ہمیں بعض تاریخی مقامات دکھانے کا پروگرام بنایا تھا۔ گاڑیوں کا بندوبست کیا گیا۔ اور ہمیں اس جگہ لے جایا گیا جہیں موجودہ شہر دوشنبہ سے پہلے اس نام کا شہر آباد تھا اس کو حصار کہا جاتا ہے۔ حصار عربی زبان میں قلعہ کہا جاتا ہے۔ وانی صاحب نے اور پروفیسر سیف الدین عاصمی نے اس قلعہ کی تاریخ بیان کی۔ اور کہا کہ یہ علاقہ پہلے زمانے میں بخارا کے ساتھ تھا۔ تاجکستان کے نام کا کوئی ملک اس زمانے میں نہیں تھا۔ تاجکستان کا موجودہ حدود اربعہ تو سوویت یونین کے زمانے کا ہے ورنہ سمرقند اور بخارا جہاں تاجیک نسل کے فارسی بولنے والے لوگ رہتے ہیں وہ بھی لسانی اعتبار سے تاجکستان کا ہی حصہ ہیں۔

اس قلعہ کی چاردیواری اب موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کی سامنے والی دیوار اور بہت بڑا دروازہ موجود ہے۔ ڈاکٹر انجم رحمانی اور میں اس کے بالائی حصہ پر بھی چڑھے۔ وہاں کچھ بچے بھی تھے۔ جن سے ڈاکٹر رحمانی صاحب نے ان کی ہی زبان میں گپ شپ کی۔ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر میں نے آس پاس کی نظر دوڑائی اور سارا علاقہ نقشے کی طرح آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

جب ہم قلعہ کے پاس پہنچے تو ایک دولہا دولہن بھی مع براتیوں کے موجود تھے۔ اور ڈھول بج رہا تھا۔ یہ شادی دیہاتی ماحول کا سماں پیش کر رہی تھی۔ سوائے اس کے کہ ہمارے ملک میں دولہا ہی زیارتوں وغیرہ پر پھرتا ہے۔ یہاں دولہن بھی منہ پر نقاب ڈالے جا رہی تھی۔

اس کے بعد سامنے کی درسگاہ میں گئے قلعہ اور دانش گاہ کی

کنجیاں ہمارے لئے خصوصی طور پر منگوائی گئیں۔

اندر گئے تو وہاں قدیم زمانے کے فارسی اور عربی رسم الخط میں کتابیں اور مخطوطات دیکھے گئے۔ اس کے ساتھ ہی مسجد بھی ہے۔ اور وہاں ہم نے عصر کی نماز باجماعت پڑھی۔ یہاں عجائب گھر بھی ہے۔ جس میں پرانے زمانے کے ہتھیار وغیرہ بھی دیکھے گئے۔ اس کے ساتھ ہی مسجد بھی ہے۔ اور وہاں ہم نے عصر کی نماز باجماعت پڑھی۔ پرانے زمانے کے کپڑے لکڑی کے بنے ہوئے جوتے جن کو ہمارے ہاں کھڑاؤں کہا جاتا تھا۔ وہ بھی دیکھے اور حضرت انسان جن جن مراحل سے گزرا ہے وہ بھی محسوس کرتے رہے۔

ہمارے بعض رفقاء نے اس سے قبل ایک اور عجائب گھر نئے دوشنبہ شہر کو میں دیکھا۔ لیکن میں اور بعض ساتھی کسی اور جگہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے گئے تھے۔ اس لئے اس عجائب گھر کو دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔ خواجہ عبدالصمد وانی نے مجھے کہا کہ ایک کنواں دکھایا گیا جس میں قدیم زمانے میں بلکہ سوویت زمانے کے ایک دور میں بھی بطور سزا انسانوں کو لٹکایا جاتا تھا اور اس طرح سے وہ تڑپ تڑپ کر مرجاتے تھے۔ میں نے وانی صاحب کو کہا کہ اس قسم کے کنوئیں کشمیر میں بھی ہوا کرتے تھے۔ جن میں مجرموں کو پھینک دیا جاتا تھا۔ اور برائے نام خوراک بھی کبھی کبھی پھینک دی جاتی تھی۔ کشمیری زبان میں ان کنوؤں کو ورگ کہا جاتا تھا۔ چنانچہ کشمیری زبان میں اب تک ورگ دن (ورگ کی سزا دینا) کا محاورہ موجود ہے۔ اب جو کام بھارت کشمیریوں کے ساتھ کر رہا ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ اقبالؒ نے خوب کہا تھا کہ

ابھی تک آدمی صید زبون شہریاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوع انساں کا شکاری ہے

بہرکیف قلعہ اور طلبہ درس گاہ اور مسجد مع عجائب گھر کو دیکھ کر ہماری معلومات اور علم میں اضافہ ہوا۔ اور اس کے بعد ہم واپس دوشنبہ آئے۔

ہم تاجکستان میں شام کا کھانا کھا رہے تھے۔ بلکہ کھا چکے تھے کہ پاکستانی سفارت خانے کے تاجک افسر یوسف طاہری ہوٹل میں پہنچے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ پروفیسر وانی صاحب نے آپ کو بلایا ہے میں نے سمجھا کہ کوئی ضروری بات کرنی ہوگی یوسف صاحب اپنی کار میں مجھے لے گئے اور وہ بھی اپنے گھر۔ وہاں وانی صاحب ہمدانی صاحب ہمارے سفیر جناب جاوید حفیظ صاحب وغیرہ تھے۔

انہوں نے مجھے بھی کھانے کو کہا میں نے کہا کہ میں تو کھانا کھا چکا ہوں کیف گفتگو میں بھی شامل ہوگیا۔ اور تھوڑا سا انگور کھا لیا۔ گفتگو میں ہمارے دورہ تاجکستان پاکستان اور سنٹرل ایشیاء کے بارے میں غیر رسمی باتیں ہوئیں۔

اور جب واپس ہونے لگے تو یوسف طاہری نے مجھے ایک چوغہ دیا اور ان کی خالہ لطافت نصیرالدینوف نے مجھے ایک قمیض اور میری بیگم کے لئے ایک بڑا رومال دیا اور بیگم کی خیریت پوچھی اور کہا کہ خانم راچراپنا ورید؟ لطافت نصیرالدینوف ۹۳ء میں تاجکستان کا ایک وفد لے کر پاکستان اور آزاد کشمیر آئی تھیں اس وقت یہ ختلان کی ڈپٹی گورنر تھیں اور اب منسٹر برائے خواتین ہیں۔ اس کے بعد میں سفیر صاحب کے ساتھ واپس ہوٹل میں آیا سفیر پاکستان بھی ہوٹل تاجکستان میں رہتے ہیں بلکہ جب ہم گزشتہ سال تاجکستان آئے تھے۔ اس وقت ہمارا سفارت خانہ بھی تاجکستان ہوٹل میں تھا۔ بھارت والوں کا تو سفارت خانہ بھی ابھی تک تاجکستان ہوٹل میں ہے۔ لیکن پاکستان نے سفارت خانے کے لئے ایک موزوں جگہ پر مناسب بلڈنگ حاصل کر لی ہے۔

شاہ ہمدان کانفرنس کا پروگرام اب ختم تھا۔ ہمارے مرکزی وزیر اور ان کے ہمراہ آنے والا وفد پاکستان واپس روانہ ہو چکے تھے۔ اور ہم سے ہو سکتا تو ہم بھی ۹ ستمبر کو واپس آسکتے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ ہمارے بس میں نہیں تھا۔ ایک موہوم سی امید پیدا ہو گئی تھی۔ کہ ہم لوگ تاجکستان کی چارٹر مقلات میں کراچی ۹ ستمبر کو ہی آئیں۔ لیکن وہ ہو نہ سکا۔ اس کے علاوہ مشفق حمید صاحب کا اصرار تھا کہ ہم دوشنبہ سے براہ راست سمرقند جائیں یعنی خجند نہ جائیں۔ بس کا معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ تاجکستان کی کوئی بس ازبکستان نہیں جاتی۔ البتہ ازبکستان کی بس تاجکستان آتی ہے۔ مگر ایک دن چھوڑ کر ایک دن۔

ریلوے سٹیشن گئے تو وہاں ہمیں کہا گیا کہ آپ کا ویزا مخصوص ٹرانزٹ ویزا ہے۔ پکا ویزا نہیں ہے۔ ہم تو براہ راست سمرقند جانے کے لئے پر تول رہے تھے لیکن یہ نہ ہو سکا۔ ادھر

دوسرے آٹھ دوستوں کی یہ بیل بھی منڈھے نہ چڑھ سکی کہ وہ ۹ یا ۱۰ ستمبر کو دوشنبہ سے کراچی آ کر جائیں اس پر طے یہ ہوا کہ ہم ایک آدھے دن مزید دوشنبہ میں رہی اور ۱۱ کی صبح کو جہاز سے بجند جائیں اور وہاں سے تاشقند ۱۱ کی رات اور ۱۲ کا دن اور رات تاشقند میں گزار کر ۱۳ کی صبح کو وطن روانہ ہو جائیں۔

۹ ستمبر کو ڈپٹی منسٹر مسٹر نصیر اللہ نے کہا کہ آج آپ دونوں کو ہمارے منسٹر ہیلتھ اخون صاحب نے یاد کیا ہے چنانچہ میں اور مفتی حمید صاحب منسٹر صاحب کے دفتر ان کی گاڑی میں گئے۔ وہاں ان سے شاہ ہمدان کانفرنس کے حوالے کے بعد پاکستان اور تاجکستان کے بارے میں گھنٹہ بھر بات چیت ہوتی رہی۔ میں نے ان کی تاجکستان کے بارے میں اپنی تازہ نظم سنائی تو محظوظ ہوئے۔ ان کی خواہش تھی کہ پاکستان اور تاجکستان کے روابط اور تعلقات اور بھی مضبوط ہونے چاہئیں۔ ہم نے ان کو کہا کہ پاکستان کے دل میں وسط ایشیا کے لئے کس قدر محبت اور اخوت کا جذبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ باہر کے ممالک میں سے ابھی تک سوائے ہندوستان کے کسی نے بھی مشترکہ منصوبہ پر عملی Joint venture کام نہیں کیا۔ سب لوگ آ کر دیکھتے ہیں اور باتیں کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ ہم نے ان کو کہا کہ پاکستان کے ساتھ بجلی خریدنے کا جو معاہدہ تاجکستان کا ہوا تھا

اس پر افغانستان کی خانہ جنگی کی وجہ سے عمل نہیں ہو سکا۔ ورنہ اس معاملے میں پاکستان اور تاجکستان میں تعاون شروع ہو چکا ہوتا۔ وزیر صحت نے آخر میں ہم دونوں کو ایک ایک چوغہ پہنایا اس کے گرد رومال باندھا اور سروں پر مخصوص ٹوپیاں سجا دیں جو تاجکستان اور ازبکستان میں استعمال ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ہم سے بغلگیر ہوئے اور ہمیں نیک خواہشات اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

آج دس ستمبر ہے تاجکستان میں ہمارا آخری دن۔ آج پروفیسر وانی صاحب نے مزید سیر کا پروگرام بنایا۔ ہم کو حضرت شیخ یعقوب چرخی کی زیارت اور مسجد کی طرف لے گئے۔ حضرت شیخ یعقوب چرخی غزنی افغانستان کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اس علاقے میں تبلیغ کی اور ۸۵۱ ہجری میں وفات پائی۔ یا شہید ہوئے۔ اس لحاظ سے ان کی وفات حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی سے کوئی ۶۵ سال بعد ہوئی ہے یعنی جب امیر کبیر وفات پا گئے انہی دنوں حضرت شیخ یعقوب چرخی پیدا ہوئے۔

حضرت شیخ یعقوب چرخی کے مزار مقدس پر اوراد فتحیہ اور اوراد عصریہ کے فضائل کے بارے میں ایک اردو میں چھپا ہوا ہینڈ بل شیشے والے فریم میں لٹکا ہوا نظر آیا جس کے نیچے غلام قادر علائی جمعیت ہمدانیہ جموں و کشمیر سری نگر کی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علائی صاحب خود یہاں آئے ہوں گے یا کسی نے ان کا لکھا ہوا پوسٹر یہاں آویزاں کر دیا۔ شیخ یعقوب چرخی کے بارے میں وہاں لکھا ہے کہ یکے از اصحاب خواجہ بہاء الدین نقشبندی بودہ است۔ ایک قبر مولانا محمد جان مدرس کی بھی ہے۔ جن کا سن وفات ۱۹۸۵ء دیا گیا ہے۔

مسجد میں ہم نے تحیۃ المسجد کے نوافل پڑھے اور دوشنبہ واپس چلے گئے۔

بقیہ دنیائے تصوف کی خبریں

الچوڑی شگر میں یوم شاہ سید پر جلسہ

۱۰ جنوری ۱۹۹۶ء بروز اتوار کو انجمن فروغ تصوف الچوڑی کے زیر اہتمام خانقاہ معلیٰ الچوڑی میں ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ یوم ولادت باسعادت حضرت غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش منعقد ہوا۔

جس میں علاقہ شگر کے ممتاز علمائے کرام نے شرکت فرمائی اور بزرگان دین کے حالات زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس موقع پر اہل تصوف کے نوجوان عالم دین و فقیہ جناب علی محمد ہادی شگری نے شاہ سیدؒ کی تعلیمات کو پوری دنیا میں پھیلانے کا پختہ عزم کیا۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان موجودہ حالات کے مطابق مذہب حقہ کی ترقی و استحکام کے لئے کسی قربانی سے گریز نہ کریں۔ اس کے علاوہ جناب مولانا غلام رسول بھی شاہ سیدؒ کی مبارک زندگی پر سیر حاصل بحث کی۔ آخر میں صدر جلسہ سید علی الموسوی خشوپی نے اپنی خطبہ صدارت میں عالم اسلام اور مذہب صوفیہ نوربخشیہ کی ترقی و استحکام کے لئے خصوصی دعائیں مانگیں۔ آخر میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن شگر الچوڑی کا قیام عمل میں لایا۔

منتخب عہدیداروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ محمد صادق، صدر

۲۔ علی حسین غوری، نائب صدر (باقی صفحہ نمبر ۲۳ پر)

مجلس شہود

مستان جام شوق کہ در مجلس شہود
در استغراق آن دم - انتم لنا - زنند
(سید علی ہمدانیؒ)

قارئین نوائے صوفیہ کے لئے یہ خبر باعث مسرت ہو گی کہ ادارہ نوائے صوفیہ نے اہل تصوف کے باہمی تعارف، رابطہ اور تبادلہ خیالات کو فروغ دینے کی غرض سے "بزم صوفیہ" کا قیام عمل میں لایا ہے۔ مجلس شہود کے عنوان کے تحت اراکین "بزم صوفیہ" کا تفصیلی تعارف بشمول تصویر، تعلیمی قابلیت، صوفیانہ و دیگر مشاغل، مطالعہ کردہ کتب، مقصد حیات اور خط و کتابت کا پتہ، شائع کئے جائیں گے تاکہ اراکین "بزم صوفیہ" ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ اور اپنے آپس میں سلسلہ مراسلت کے ذریعے روحانی رشتوں کو فروغ دے سکیں اور راہ سلوک کے سفر میں ایک دوسرے کے ہمرکاب بن سکیں۔ عنقریب "نوائے صوفیہ بک کلب" کا قیام بھی عمل میں آنے کی توقع ہے۔ اس کلب کے زیر اہتمام ادارہ نوائے صوفیہ اور شاہ ہمدان پبلیکیشنز نیز تصوف کے دیگر اشاعتی اداروں کی مطبوعات اراکین کو ارزاں قیمتوں پر فراہم کی جائیں گی۔

"بزم صوفیہ" کی ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اپنی تازہ ترین پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ تصویر نیز مبلغ دس روپے ممبرشپ فیس مندرجہ بالا کوائف کے ساتھ ارسال کرنے ہوں گے۔ تصویر چھپوانے کے لئے حسب سابق مبلغ پچیس روپے برائے پروسیسنگ ممبرشپ فیس کے علاوہ بھیجنے ہوں گے۔ کل مبلغ 35 روپے

موجودہ شمارے میں سعودی عرب میں مقیم شمع تصوف کے پروانوں کا تعارف شامل کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے بزم صوفیہ کے اولین ارکان بننے کا شرف حاصل کیا ہے۔ انشاء اللہ اگلے شمارے میں دیگر حجاج کرام کا تعارف شائع کیا جائے گا۔

منجانب
ادارہ نوائے صوفیہ

۱ - حاجی صوفی علی خان کا خپلو پائین سے تعلق ہے۔ آپ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار ہیں اور دینی کاموں میں جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔

۲ - حاجی موسیٰ خان کا تعلق بھی خپلو پائین سے ہے اور سعودی عرب میں ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہیں۔ چندہ دہندگان میں پیش پیش ہیں۔

۳ - شیر علی صاحب مچلو سے ہیں اور نوائے صوفیہ کے دلدادہ ہیں۔

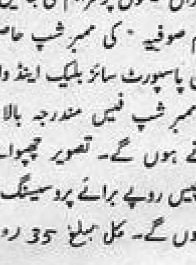
۴ - روزی علی صاحب کا تعلق حسن آباد چھوربٹ سے ہے۔ نوربخش کارکنوں میں شمار ہوتا ہے۔

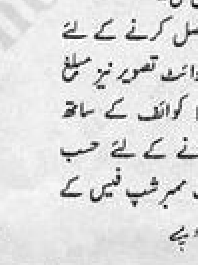
۵ - الحاج محمد علی صاحب کا تعلق کریس سے ہے۔ آپ کراچی انجمن نوربخشیہ کے خازن بھی رہے ہیں۔ نہایت ہی اچھے سماجی کارکن ہیں۔ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار ہیں۔

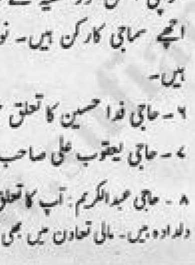
۶ - حاجی فدا حسین کا تعلق خپلو براہ سے ہے۔

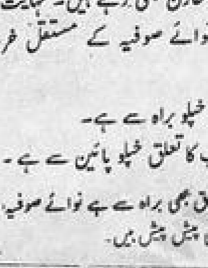
۷ - حاجی یعقوب علی صاحب کا تعلق خپلو پائین سے ہے۔

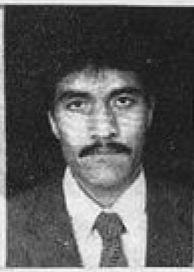
۸ - حاجی عبدالکریم: آپ کا تعلق بھی براہ سے ہے نوائے صوفیہ کے دلدادہ ہیں۔ مالی تعاون میں بھی پیش پیش ہیں۔


حاجی صوفی علی خان خپلوی


فدا حسین براہ

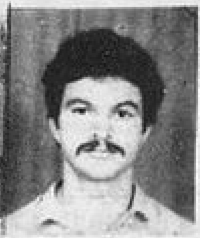

حاجی یعقوب علی خپلوی


الحاج محمد علی کریسی


شیر علی مجلوی


حاجی موسیٰ خان شپلو


روزی علی حسن آبادی چھوربٹ


حاجی محمد تقی کوروی


حاجی عبدالکریم براہ

نوائے صوفیہ کے ساتھ تعاون کی اپیل

جیساکہ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ ماہنامہ نوائے صوفیہ اہل تصوف کا واحد ترجمان ہے۔ یہ رسالہ چند جان نثاران تصوف کے مذہبی و ملی جذبے کے بل بوتے پر رضاکارانہ خدمات سے تاہنوز جاری ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ اسلام اور اسلامی تصوف کی آبیاری کرتا رہے گا۔ نوائے صوفیہ کی آمدنی کا واحد ذریعہ مستقل قارئین کا ارسال کردہ چندہ ہے۔ فی زمانہ کمپوزنگ، پرنٹنگ، کاغذ وغیرہ کی ہوشربا گرانی کے پیش نظر ایسے رسالے کا تادیر جاری رہنا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خاص کر نوائے صوفیہ کی قیمت میں بھی اجراء سے اب تک کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ہے تاکہ قارئین پر مزید بوجھ نہ پڑے۔ لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مستقل قارئین نے گزشتہ چندہ ختم ہونے کے باوجود دوبارہ سالانہ چندہ ارسال نہیں کیا ہے۔

ادارہ نوائے صوفیہ اپنے قارئین سے گزارش کرتا ہے کہ اگر وہ اس رسالے کو جاری و ساری رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے ساتھ تعاون سے گریز نہ کریں۔ اس ضمن میں تمام مذہبی تنظیموں، انجمنوں، اداروں اور جملہ پیروکاران صوفیہ نوربخشیہ سے اپیل ہے کہ وہ اپنی زکواۃ اور فطرانہ کی رقوم ادارہ نوائے صوفیہ کو ارسال کریں کیونکہ دینی نشرواشاعت کا واحد ذریعہ ہونے کی بناء پر نوائے صوفیہ دیگر تمام مصارف پر فوقیت رکھتا ہے۔ جن مستقل خریداروں کے ذمہ نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ واجب الادا ہے وہ بھی اگر اپنے اہل خاندان اور دیگر اعزہ و اقارب کی زکواۃ فطرہ جمع کر کے نوائے صوفیہ کو ارسال کریں تو نہ صرف یہ ایک کار خیر ہو گا بلکہ ان کا سالانہ چندہ بھی ادا تصور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ ارسال کردہ رقم مبلغ ایک سو بیس (-/۱۲۰) روپے سے کم نہ ہو۔ یاد رہے کہ آپ کے تعاون کے بغیر اس رسالے کا تادیر جاری رہنا ممکن نہیں ہے۔

(ادارہ)

ڈاکٹر لینڈریز ریک کا انٹرویو

معروف جرمن سکالر ڈاکٹر لینڈریز کا نوائے صوفیہ کے لئے خصوصی انٹرویو

ذیل میں قارئین نوائے صوفیہ کی دلچسپی کے لئے ڈاکٹر لینڈریز ریک کے اس انٹرویو کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں جس کا انگریزی متن اس سے قبل نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب مذکور نے مدیران نوائے صوفیہ کے سوالوں کے جواب ہیمبرگ جرمنی سے خصوصی طور پر ارسال کئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے اس انٹرویو میں اہل فکر و نظر کے لئے کئی قابل غور باتیں موجود ہیں۔

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ کس سلسلے میں پاکستان تشریف لائے ہیں؟

جواب: اس بار میں کلچر ایریا قراقرم کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی بین الاقوامی سمپوزیم میں شرکت کی غرض سے ایک ہفتے کے لئے پاکستان آیا ہوں۔

سوال: کلچر ایریا قراقرم کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ نیز حالیہ سمپوزیم کی کیا غرض وغایت ہے؟

جواب: کلچر ایریا قراقرم پاکستان اور جرمنی کا ایک مشترکہ تحقیقاتی پروجیکٹ ہے جس کی نگرانی پاکستان کی وزارت ثقافت کرتی ہے۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے دوران اس پروجیکٹ کے زیر اہتمام پچاس پاکستانی اور جرمن محققین کو شمالی علاقہ جات میں اپنے اپنے متعلقہ شعبوں میں تحقیق کا موقع ملا۔ ان محققین کی اکثریت جغرافیہ دانوں اور ماہرین عمرانی بشریات کی ہے لیکن مختلف علاقائی زبانوں، اسلامیات اور تاریخ کے ماہرین کو بھی تحقیق کا موقع ملا ہے۔ جہاں تک ان تحقیقات کے نتائج کا تعلق ہے ان میں سے بعض مستقبل میں عملی فوائد کے حامل ہوں گے جیسے جنگلات، قدرتی نباتات، توانائی کے وسائل اور انتظامی امور کے متعلق تحقیقات جبکہ بعض دیگر تحقیقی سرگرمیاں صرف علمی نوعیت کی ہیں۔ بہرحال اس پروجیکٹ کا اولین اور اہم ترین فائدہ ان محققین کو ہوا ہے جنہیں اس کے وسیلے سے ایک طرف پیشہ ورانہ مہارت حاصل کرنے کا بہترین موقع ملا ہے۔ اور دوسری طرف کرہ ارض کے اس اہم ترین گوشے میں نئے حقائق کی دریافت کا بھی وسیلہ بہم پہنچا ہے۔ علاوہ ازیں کلچر ایریا قراقرم نے پاکستانی اور جرمن دانشوروں کے درمیان عمومی طور پر تعلقات کار کو بہتر بنانے میں مدد دی ہے۔ ۲۹ ستمبر سے ۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک جو کانفرنس منعقد ہوئی اس میں کلچر ایریا قراقرم کی اہم ترین تحقیقات کو حتمی طور پر پیش کئے جانے کے علاوہ کشمیر، لداخ، نیپال، چینی ہمالیہ اور وسط ایشیا کی نو آزاد ریاستوں سے متعلق تحقیقاتی سرگرمیوں کے نتائج بھی پیش کئے گئے۔ شمالی علاقہ جات اور پاکستان کے دوسرے علاقوں سے سامعین کی کثیر تعداد میں شرکت سے مجھے یہ باور ہوا ہے کہ اس تحقیقاتی سرگرمی کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

سوال: آپ نے اس سمپوزیم میں اپنے خطبے کو موضوع کے طور پر بلتستان کے نوربخشیوں کا انتخاب کیوں کیا؟

جواب: میرا عمومی موضوع شمالی علاقہ جات میں اسلام کی تاریخ ہے خاص طور پر میری دلچسپی کا مرکز ماضی قریب میں رونما ہونے والے وہ حالات و واقعات ہیں جو یا تو احاطہ تحریر میں لائے جا چکے ہیں یا مقامی لوگوں کے حافظے میں محفوظ ہیں۔ بارہ مہینے کے تحقیقی کام کے دوران میں نے شمالی علاقہ جات کی مختلف وادیوں اور خطوں میں جا کر معلومات حاصل کی ہیں اور زیادہ تر شیعہ علماء کے انٹرویو کئے ہیں۔ لیکن مجھے زیادہ تر تحریری مواد وہ حاصل ہوا جو یا اہل نوربخشیہ کے بارے میں تھا یا اس مسلک کے پیروکاروں کے پاس محفوظ تھا جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بلتستان دراصل اہل نوربخشیہ ہی کا روحانی مرکز رہا ہے جبکہ شمالی علاقہ جات شیعہ اور سنی مکاتب فکر کے لئے محض دور افتادہ اور ثانوی اہمیت کے حامل علاقے ہیں۔ نوربخشیوں کے متعلق تحقیقی مقالہ پیش کرنے کی دوسری اہم وجہ محبت ہے جو مجھے شمالی علاقہ جات میں قیام کے دوران اہل نوربخشیہ سے ہو گئی ہے۔ کیونکہ نوربخشی اس علاقے کے سب سے وسیع القلب اور معصوم فطرت لوگ ہیں۔ اگرچہ شیعہ اور سنی علماء نے بھی میری مہمانداری اور مدد میں کوتاہی نہیں کی۔ علاوہ ازیں

نوربخشی شمالی علاقہ جات میں قدیم ترین اسلامی روایات کے امین ہے جن کی نشاندہی ان درجنوں قدیم خانقاہوں سے ہوتی ہے جو زمانہ حال تک محفوظ حالت میں ہیں۔

سوال: کیا آپ ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ اہل نوربخشیہ کے سلسلے میں آپ کا طریق تحقیق کیا تھا؟

جواب: میرا طریق کار یہ تھا کہ میں گاؤں گاؤں جا کر مختلف علماء اور دانشوروں سے ملتا تھا جنہیں اپنے مخصوص مکتب فکر کی تاریخ اور حالات حاضرہ کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوں اور یوں متعلقہ علمی مواد سے آشنائی حاصل کرتا یا اسے جمع کرتا۔ اس تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ نوربخشی تاریخ کے متعلق مواد کی نہایت کمی ہے اور انیسویں صدی کے وسط کے بعد نوربخشیوں کے علاوہ دوسرے مکاتب فکر کے متعلق بھی تحقیقی مواد کا فقدان ہے۔ چنانچہ میں اس بات پر اکتفا کرنے پر مجبور تھا کہ اس سلسلے میں مقامی، کشمیری یا مغربی مورخین کے شائع کردہ معلومات اور مقالات کو اکٹھا کر کے ان کا موازنہ کروں یا پھر مقامی لوگوں کی چند زبانی روایات کا سہارا لوں۔ لیکن انیسویں صدی کے اواخر میں نوربخشیوں سے متعلق بہت سے امور ایسے تھے جن سے مقامی لوگ نہ صرف بخوبی واقف تھے بلکہ انہوں نے اردو کتابوں اور پمفلٹوں میں انہیں محفوظ بھی کر رکھا تھا مگر بین الاقوامی محققین ان سے مکمل طور پر نابلد تھے۔ بیسویں صدی میں نوربخشیوں نے اپنے بارے میں "اپنی طرف سے" جو لٹریچر شائع کیا اس کا مواد بھی اتنا بنتا ہے کہ ایک اہم تحقیقی موضوع بننے کے قابل ہے۔

سوال: آپ نے اپنے لیکچر میں نوربخشیوں کو شمالی علاقہ جات کے قدیم ترین مسلمانوں قرار دیا ہے کیا آپ اس نکتے کی مزید وضاحت کریں گے؟

جواب: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ شمالی علاقہ جات میں ایسے قصے بھی مشہور ہیں کہ گلگت میں چودھویں صدی عیسوی میں ہی تاج مغل نے اسماعیلی مذہب کو رواج دیا تھا اور اسی طرح سکردو کے مقپون راجاؤں نے انیسویں صدی میں ایسے شجرہ ہائے نسب ترتیب دیئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد قدیم زمانے سے ہی مسلمان چلے آرہے ہیں۔ لیکن جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ میر شمس الدین عراقی سے پہلے، جنہوں نے سولہویں صدی میں کشمیر اور بلتستان میں نوربخشی مکتب فکر کو رواج دیا، شمالی علاقہ جات میں تبلیغ اسلام کی باتیں محض قصے کہانیاں ہیں۔ دوسری طرف اگر ہم ان روایات کو بھی تسلیم کر لیں جن کے مطابق بلتستان میں اشاعت اسلام چودھویں صدی میں سید علی ہمدانی کی تبلیغی مساعی سے ہوئی تو بھی یہ بات سو فیصد درست ٹھہرتی ہے کہ بلتستان کے اولین مسلمان نوربخشی ہی ہیں کیونکہ سید علی ہمدانی بھی اسی روحانی سلسلے (سلسلۃ الذہب) سے وابستہ ہیں جس سے شاہ سید محمد نوربخش اور میر شمس الدین عراقی کا تعلق ہے۔ اگر ہم فرض کریں کہ سولہویں صدی میں بلتستان میں سید علی ہمدانی کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں مسلمان بننے والے افراد پہلے ہی موجود تھے تو بھی ان لوگوں نے اس وقت کے اہل کشمیر کی طرح نوربخشی مکتب فکر کو بلا تامل قبول کر لیا ہوگا۔

سوال: آپ کے خیال میں نوربخشی مسلمانوں کی کیا امتیازی خصوصیات ہیں (خاص کر ان کے طرز فکر اور مذہبی فلسفے کے نقطہ نظر سے) جو اہل نوربخشیہ کو دیگر اسلامی فرقوں سے ممتاز بناتا ہے؟

جواب: میرے خیال میں نوربخشیوں کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی مذہبی فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر اہل تشیع اور اہل تسنن دونوں کی مذہبی کتابوں کا احترام کرتے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں اور وہ دوسرے مکاتب فکر کے لوگوں کے اعتقادات کے خلاف کچھ کہنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلاشبہ نوربخشیوں کی یہ بات گزشتہ ایک ہزار سال سے اہل تصوف کا وطیرہ رہی ہے۔ لیکن نوربخشیوں کے ضمن میں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ فی زمانہ شمالی علاقہ جات اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں فرقہ پرستی کا دور دورہ ہے لیکن نوربخشیوں کی اعتدال پسندی، میانہ روی اور امن پسندی کی بلتستان جیسے امن پسند علاقے میں بھی نظیر ملنا مشکل ہے۔ یہ اعتدال پسندی اور امن پسندی آپ لوگوں کا عظیم ترین سرمایہ ہے جسے کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے فرقوں کے لوگ اسے آپ کی کمزوری سے تعبیر کریں لیکن آپ کو اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر نوربخشی جنگجو بن جائیں تو تو تصوف کی خوبصورت روح کو آخرکار کھو دیں گے۔

سوال: آپ کے خیال میں نوربخشی سلسلہ تصوف کے مذہبی، روحانی، علمی اور ثقافتی ورثے کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے کیا

اقدامات کئے جانے چاہئیں؟

جواب: نوائے صوفیہ کے مدیروں اور دیگر نوربخشی علماء نے گزشتہ کئی دہائیوں میں اس سوال کا جواب وقتاً فوقتاً خود ہی فراہم کیا ہے اس لئے اس سلسلے میں کوئی رائے دینے سے معذرت کا اظہار کروں گا۔ اس بات سے قطع نظر کہ غیر مسلم دانشور اس سلسلے میں کیسی ہی رائے کیوں نہ دیں اہل نوربخشیہ کا مستقبل یا تو یہ ہے کہ وہ اپنے پیروکاروں کے مضبوط عقیدے کے بل بوتے پر محفوظ رہیں گے یا پھر اگر اہل تسنن اور اہل تشیع نوربخشیوں پر غالب آجائیں تو نوربخشی بھی آہستہ آہستہ ان مکاتب فکر میں ضم ہو جائیں گے۔

سوال: آپ نے اپنی تقریر میں تحریک نوربخشیہ کے احیاء کے سلسلے میں نوائے صوفیہ کے کردار کا ذکر کیا۔ نوائے صوفیہ کے اس کردار کو کیوں کر منظم اور فعال بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: اس سوال کے ضمن میں بھی میں اپنے پچھلے جواب کا ہی اعادہ کروں گا۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اس رسالے میں شائع ہونے والے مضامین کے موضوعات کے تنوع اور مضامین کے معیار سے میں نہایت متاثر ہوا ہوں۔ میرے نزدیک نوائے صوفیہ نے جو سب سے اہم کام سرانجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی وساطت سے نوربخشی برادری کے افراد کو آپس کے تبادلہ خیالات کا بہترین موقع فراہم ہوا ہے۔ یہاں کچھ عناصر کے اس رسالے کے مقابلے میں آنے کے رجحانات سے صرف نظر کرنا چاہئے۔ میں نے نوربخشیوں خاص کر بلتستان کے نوربخشیوں کی تاریخ کے بارے میں شائع شدہ مضامین نہایت قابل قدر پائے۔ بلتستان کے نوربخشیوں کے مذہبی ورثے کے بارے میں جتنی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں ان کو محفوظ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہونے سے بچ جائیں۔

سوال: حال اور ماضی میں آپ کی کیا سرگرمیاں رہی ہیں؟ اب تک آپ نے کن موضوعات پر تحقیق کی ہے اور مستقبل میں آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: میں نے ہیمبرگ (جرمنی) سے ۱۹۸۳ء میں اسلامیات اور سیاسیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی جس میں میری تحقیق کا موضوع شیعی عالم سید باقر الصدر اور ان کی کتاب "اقتصادنا" تھا ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۶ء تک میں نے لبنان میں جرمنی کے ایک تحقیقاتی ادارے میں کام کیا اور بعد ازاں لبنان کی سیاست میں شیعوں کے کردار پر ایک کتاب شائع کی۔ اس کے علاوہ لبنان اور عرب اسرائیلی تنازعے پر بھی بہت سے مضامین تحریر کئے۔ ۱۹۸۹ء سے میں ڈچ اورینٹ انسٹی ٹیوٹ ہیمبرگ جرمنی میں ریسرچ فیلو ہوں اور ایران کے بارے میں باقاعدگی سے لکھتا رہا ہوں۔ ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۲ء تک پندرہ مہینے پاکستان میں گزارنے کے بعد اب میں نے آپ ہی کے ملک میں ایک اور تحقیقی منصوبے پر کام کرنے کے لئے درخواست دی ہے جو پنجاب کے اہل تشیع سے متعلق ہو گا۔ تاہم تمام اسلامی ممالک میں سے اب میری توجہ پاکستان ایران اور افغانستان پر مبذول ہو گئی ہے اور امید ہے کہ مستقبل میں میں انہی ملکوں میں کام کروں گا۔ جہاں تک شمالی علاقہ جات میں میری تحقیقات کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں اہل نوربخشیہ پر میری تحقیق سب سے زیادہ بارآور ثابت ہوئی ہے اور میرے پاس اب ایک مستقل کتاب کے لئے مواد اکٹھا ہو گیا ہے میں نے شمالی علاقہ جات کے اکثریتی فرقوں کے بارے میں مضامین تحریر کئے ہیں جن میں مزید کچھ اضافوں کے ساتھ ایک کتاب "شمالی علاقہ جات میں تبلیغ اسلام کے محرکات" کے نام سے تحریر کروں لیکن چونکہ نوربخشیوں کے بارے میں میرے پاس علمی معیار کے حامل بہت سے معلومات اکٹھے ہو چکے ہیں اس لئے میں پہلے نوربخشیوں پر اپنی کتاب مکمل کرنا چاہتا ہوں۔

مظہر العلوم صوفیہ نوربخشیہ تھلے پر ایک نظر

مدرسہ مظہر العلوم صوفیہ نوربخشیہ تھلے ایک عظیم دینی درس گاہ ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۶۲ء میں رکھی گئی۔ اللہ کے فضل و کرم اور تھلے کے غیور عوام کی محنت اور کوششوں کی بدولت یہ مدرسہ بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس ادارہ کے پرنسپل مولانا عبدالسلام صاحب ہیں جو کہ مدرسہ کے قیام سے لے کر آج تک تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس ادارے میں بچوں کو ناظرہ قرآن مجید اور صوم و الصلوٰۃ کی بنیادی تعلیم اور صرف و نحو اور حدیث و فقہ کی کتابوں کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ یہ مدرسہ ضلع گانچھے کا واحد مدرسہ ہے جہاں سے ہر سال کثیر تعداد میں طلباء و طالبات مستفید ہو رہے ہیں۔ اور پندرہ لڑکے جو کہ دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے ہیں، مقیم ہیں۔ اور دو سو کے قریب طلباء و طالبات

پروفیسر صاحبزادہ حسن شاہ صاحب کے تاثرات

(غ۔م۔ن)

پروفیسر صاحبزادہ حسن شاہ صاحب ریٹائرڈ رجسٹرار قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد دور حاضر کے ممتاز محقق اور دانشور ہیں۔ آپ تحریک نور بخشیہ کے حامی اور مؤید ہیں اور سلسلہ کبرویہ، سہروردیہ، ہمدانیہ اور نور بخشیہ کے مشائخ کی تعلیمات کا آپ نے دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ راقم السطور ۳۰ جنوری ۱۹۹۶ء کو جناب غلام حسن نوربخشی کے ہمراہ پروفیسر صاحب کے دولت کدے پر پہنچے۔ انہوں نے جو گفتگو فرمائی اس کے چند بیش قیمت نکات قارئین نوائے صوفیہ کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

۱۔ تحریک نور بخشیہ

میانہ روی نہ صرف سلسلہ نور بخشیہ بلکہ سلسلہ کبرویہ اور سہروردیہ کا بھی امتیازی وصف رہی ہے۔ آئمہ اثنا عشر میں سے پہلے آٹھ ائمہ ان سلاسل میں شامل ہیں۔ ان سلاسل کے مشائخ نے عالم اسلام میں موجودہ اختلافات کو ختم کر کے اہل اسلام کو یکجا کرنے کی عملی کوشش کی ہے۔ خود برصغیر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ بھی اتحاد بین المسلمین کے حامی تھے اور فرقہ پرستی کو معیوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یہ شرط رکھی تھی کہ جو شخص ان کے ہاں پر بیعت کرنا چاہے اور تصوف کے دیگر چار رائج الوقت سلاسل میں بھی بیعت کرے۔

اسی طرح شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہر مسلمان کے لئے فقیہہ بننا چونکہ نہ تو ممکن ہے اور نہ لازم اس لئے عوام الناس کو چاہیئے کہ ائمہ فقہ میں سے کسی ایک امام کی متابعت اختیار کریں اور اس پر تاحیات قائم رہیں مگر اس کے ساتھ اس امر کا بھی اہتمام لازماً ہو کہ ایک مخصوص امام کے پیروکار دوسرے ائمہ فقہ کے احکام کے مطابق بھی کم از کم زندگی میں ایک بار نماز روزہ اور دیگر احکام اسلام ضرور بجا لائیں تاکہ خدانخواستہ کوئی سنت نبویؐ ان سے ساقط نہ ہو۔

یہ روش ہے وسیع النظری کی اور تمام فقہائے اسلام اور مشائخ صوفیہ سے حسن ظن رکھنے کی۔ یہ ایک ہمہ گیر تحریک ہے اور میرے نزدیک اس تحریک کا بانی شاہ سید محمد نور بخشؒ ہے۔

۲۔ شمس الدین عراقی اور ان کا تشیع

شمس الدین عراقی اپنے عہد کے زبردست عالم اور صوفی ہونے کے علاوہ ایک ماہر نباتات (Botanist) بھی تھے۔ ان کی کشمیر آمد مذہبی یا سیاسی عزائم کے ساتھ نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ تو جڑی بوٹیوں پر تحقیق کے سلسلے میں کشمیر تشریف لائے تھے۔ مگر ان کے تبحر علمی اور صوفیانہ مرتبے کے باعث اہل کشمیر نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور یوں شمس الدین عراقی کے دورے نے ایک مذہبی اور تمدنی رخ اختیار کیا۔ شمس الدین عراقی نے کشمیر اور بلتستان میں نوربخشیت کو خوب فروغ دیا۔ شمس الدین عراقی کو شیعہ ثابت کرنا اہل تحقیق کی تاریخی حقائق سے لاعلمی کا نتیجہ ہے ورنہ شمس الدین عراقی تو شاہ سید محمد نور بخشؒ کے فرزند شاہ قاسم فیض بخشؒ کے خلیفہ اور مرید تھے۔

آپ نے زڈی بل میں خانقاہ نوربخشیہ تعمیر کروائی اور اعتکاف نشینی اور ذکر و فکر کا نظام زور شور سے رائج کیا۔ خانقاہ نور بخشیہ زڈی بل اب شیعہ اثنا عشریہ کی امام بارگاہ بن چکی ہے۔ اور تعزیے کا جلوس وہیں سے نکلتا ہے۔

۳۔ تحفۃ الاحباب

یہ کتاب شمس الدین عراقی کے سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ مصنف خود عراقی کے ہمعصر ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ شمس الدین عراقی نے انہیں اپنی گود میں کھلایا تھا۔ میں نے تحفۃ الاحباب کے سری نگر والے نسخے کی کاپی حاصل کر لی تھی جس میں بہت سے اوراق ندارد تھے۔

اس نسخے کی میں نے خوبصورت نقل تیار کروا کر سری نگر یونیورسٹی کی لائبریری میں بھی رکھوا دی ہے۔ ڈاکٹر احمد حسن دانی سے جس نسخے کی کاپی ملی وہ بھی نامکمل ہے۔ میرے نزدیک کتاب کے وہ صفحے جن میں نزاعی امور کا تذکرہ ہے بعد میں حذف کر دیئے گئے ہیں۔ اگر سعی و جستجو سے کام لیا جائے تو ایران یا وسط ایشیا کی کسی لائبریری سے مکمل نسخے کا دستیاب ہونا بعید از امکان نہیں۔ یہ ایک علمی اور تاریخی اثاثہ ہے۔ جس کے تحفظ اور اشاعت کا بندوبست ہونا چاہیئے

کشمیریوں اور بلتیوں کی نجابت

کشمیریوں اور بلتیوں کو گرد و نواح کے ملکوں خصوصاً کابل وغیرہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور یہ لوگ نجیب اور مہذب سمجھے جاتے ہیں مگر افسوس آج ان قوموں کی اکثریت آج پسماندہ اور جاہل ہے۔

نوربخشیوں کا استحصال کیسے ہوا؟

شمس الدین عراقیؒ کے دور میں کشمیر میں نوربخشیہ تحریک بہت عروج پر تھی مگر مرزا حیدر دوغلت نے نوربخشیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ ان کی جملہ کتابوں کو نذر آتش کر دیا اور نوربخشیوں کو بزور شمشیر اپنا عقیدہ تبدیل کرنے پر مجبور کیا۔ جنہوں نے انکار کیا وہ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بلتستان میں مامون ہو گئے۔

سید نوربخشؒ پر دعویٰ مہدویت کا الزام

سید نوربخشؒ کی تحریک کو بدنام کرنے کی خاطر تحریک نوربخشیہ کے مخالفین نے ایک جعلی خط سید محمد نوربخشؒ سے منسوب کر کے مختلف کتابوں میں بھی شامل کر دیا جس میں شاہ سید محمد نوربخشؒ نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (یہ سراسر جعلسازی ہے) وگرنہ شاہ سید محمد نوربخشؒ کی تصنیفات میں کہیں بھی اس دعویٰ کی کوئی ہلکی سی بھی جھلک نظر آتی۔ بدقسمتی سے مغربی محققین نے شاہ سید محمد نوربخشؒ کی نثری تصنیفات کا مطالعہ نہیں کیا۔ صرف شاہ سید نوربخشؒ کی غزلیات کو سامنے رکھ کر ان کے عقیدے کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنا قرین انصاف نہیں۔ شطحیات کو ایک مخصوص زاویے سے دیکھا جانا چاہیئے

انشاء اللہ نوائے صوفیہ کے کسی اگلے شمارے میں تحریک نوربخشیہ پر پروفیسر صاحب کا مستقل مضمون نذر قارئین کیا جائے گا۔

دنیائے تصوف کی خبریں

تھلے بلتستان میں شاہ سیدؒ کے یوم ولادت پر جلسہ

لائبریرین
مدرسہ مظہر العلوم
صوفیہ نوربخشیہ تھلے

شاہ سید محمد نوربخشؒ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک جلسہ اہلیان نوربخشیہ تھلے کی جانب سے زیر صدارت جناب سید علی الموسوی صاحب میر واعظ خانقاہ معلیٰ تھلے منعقد ہوا اس تقریب میں تھلے کے تمام علماء کرام جملہ مومنین نوربخشیہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ اس کے بعد علماء کرام نے اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا آخر میں جناب مولانا عبدالسلام صاحب مدرس مدرسۂ مظہر العلوم نے شاہ سید محمد نوربخشؒ کے افکار و کردار اور فقہ احوط اور دعوت صوفیہ کے حوالے سے صوفیہ نوربخشیہ اور تصوف اسلامی کے متعلق آگاہ کیا۔ آخر میں دعا کی گئی۔

۳۔ فدا علی، جنرل سیکرٹری
۴۔ محمد افضل، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ اخون فدا علی، فنانس سیکرٹری
۶۔ اخون عیسیٰ، ڈپٹی فنانس سیکرٹری
۷۔ محمد حسین، رابطہ ڈپٹی فنانس سیکرٹری
۸۔ شاہد محمود، سیکرٹری نشر و اشاعت
۹۔ محمد شریف آرزو شگری، سٹیج سیکرٹری

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۱۵ پر روزنامہ "مسلم" اسلام آباد کا تبصرہ

اسلام آباد سے شائع ہونے والے انگریزی زبان کے سب سے موقر اخبار روزنامہ مسلم نے اپنی ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں ماہنامہ نوائے صوفیہ پر سیر حاصل تبصرہ کرتے ہوئے اس کے علمی معیار کی تعریف کی ہے، اور اسلام، قرآن اور مشاہیر اسلام کے بارے میں تعصب سے پاک مضامین کی اشاعت پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ یاد رہے کہ روزنامہ مسلم (انگریزی) ملک کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ طبقوں میں مقبول ترین اخبار ہے اور نوائے صوفیہ پر اس اخبار کا تبصرہ اس رسالے کی افادیت اور اعلیٰ معیار کا بین ثبوت ہے۔ روزنامہ "مسلم" کا تبصرہ قارئین کی دلچسپی کے لئے اردو ترجمہ سمیت ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

(غ م ن)

MUSLIM January 26, 1996

Banner bearer of Sufiism

Title: *Nawa-i-Sufia*
Type: Monthly Journal
Price: Rs 10



NOOR BAKSHIS is a sect of the Muslims who live in the Northern Areas, particularly Baltistan. They are an orthodox people, believing in the Holy Quran as all Muslims do. They are deeply religious and enthusiastically observe all the duties which an orthodox Muslim is supposed to observe.

They are very friendly towards the main two sects of the Muslims, the Sunnis and the Shias. They are followers of Hazrat Noor Bakah Kohistani, who they call Hazrat Shah Sayyed, who was the son of the sister of Hazrat Shahe Hamadan Mir Sayyed Ali Hamadani, who was responsible for conversion of the people of Kashmir to the Islamic religion in the 14th century of the Christian Era.

BOOK REVIEW

They refuse to be categorised with this or that sect and have respect for all the sects of the Muslims.

They are also followers of Hazrat Shah-e-Hamadan, who is respected equally by all the sects of Muslims in Kashmir. Dr Sayyeda Ashraf Zafar (Principal Government College for women in Faisalabad) writes that when Hazrat Sayyed Ali Hamadani (who himself is reported to be of the Shafaee School of Thought) reached Kashmir, he found that the few Kashmiris who had been converted to Islam before his advent in the Valley of Kashmir, belonged to the Hanafi School of Khought. He did not object to it, nor did he preach the beliefs of the Shafaee School of Thought, but of Islam, Islam of the Holy Quran. That endeared him to all the people of Kashmir who were converted to Islam due to his efforts and the efforts to his disciples like Nooruddin Wali who lies buried at Chrar Sharif.

COULD YOU believe it, there are mosques in Baltistan where Sunnis, Noor Bakhsees and Shias simultaneously performs their religious duties after their own Imams.

When Quaid-e-Azam came to Kashmir in May 1944, he addressed the Kashmiris in Urdu and declared? "Oh Muslims of Kashmir our Allah is one, our Prophet is one, our Quran is one; therefore our voice also should be one."

This was the message of the Quaid and this in fact is the message of Islam. The Noor Bakhsis have malice towards none. They are friends of all those who are Muslims.

The Journal *Nawai Soofia* is one year old now. It publishes informative articles about Islam, the Holy Quran and the great heroes of Islam who spread this last message of Allah in four corners of the world. In particular, this journal contains the message of non-controversial Islam in the remote and far flung areas of the Northern Areas and to places where the people of these areas live.

The printing of the journal is good and the material included in the issue under review, as also the previous issues, is very useful.

— *Mir Abdul Aziz*



بہ عمر یا تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما
چہ قیامتی کہ نمی رسی ز کنار ما بہ کنار ما

تصوف کا علمبردار

عنوان: نوائے صوفیہ
نوعیت: ماہنامہ مجلہ
قیمت: دس روپے

نوربخشیہ اہل اسلام کا ایسا مسلک ہے جس کے پیروکار شمالی علاقہ جات خصوصاً بلتستان میں آباد ہیں۔ یہ روایتی قسم کے مسلمان ہیں جو بمثل اسلام کی طرح قرآن پاک پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ یہ لوگ نہایت دیندار ہیں اور تمام دینی فرائض کی ادائیگی نہایت جوش و خروش سے کرتے ہیں جن کی ادائیگی ایک پکے دیندار مسلمان پر فرض ہوتی ہے۔

اسلام کے دو بڑے فرقوں یعنی اہل تشیع اور اہل سنت کے بارے میں ان کا رویہ نہایت دوستانہ ہے۔ وہ حضرت نوربخش قہستانی کے پیروکار ہیں جنہیں وہ حضرت شاہ سید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شاہ سید محمد نوربخش حضرت شاہ ہمدان سید علی ہمدانی کے بھانجے تھے جنہوں نے چودھویں صدی عیسوی میں اہل کشمیر کو حلقہ بگوش اسلام کروایا۔

نوربخشی کسی ایک یا دوسرے فرقے کی شاخ کہلوانا پسند نہیں کرتے اس کے باوجود وہ تمام اسلامی فرقوں کا یکساں احترام کرتے ہیں۔

نوربخشی حضرت شاہ ہمدان کے پیروکار بھی ہیں جن کا کشمیر کے تمام مسلمان فرقے یکساں احترام کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر (پرنسپل گورنمنٹ کالج برائے خواتین اسلام آباد) لکھتی ہیں کہ جب حضرت سید علی ہمدانی کشمیر پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ وادی کے کچھ لوگ جو آپ کی آمد سے قبل ہی اسلام لاچکے تھے فقہ حنفی پر کاربند تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے کوئی تعرض نہیں کیا اور نہ ان کے درمیان شافعی عقائد کا پرچار کیا بلکہ محض اسلام کا پرچار کیا، وہ اسلام جو قرآن سے ثابت ہے۔ یہی وہ سبب ہے کہ آپ ان تمام اہل کشمیر کے محبوب بنے جو آپ کی اور چرار شریف میں مدفون حضرت نورالدین ولی جیسے آپ کے مریدوں کی کوشش سے اسلام لائے تھے۔

کیا آپ یقین کریں گے، کہ بلتستان میں ایسی مسجدیں بھی ہیں جہاں سنی، نوربخشی اور شیعہ اپنے اپنے اماموں کے پیچھے ایک ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

جب قائد اعظم مئی ۱۹۴۴ء میں کشمیر تشریف لائے تو آپ نے اہل کشمیر سے اردو میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اے کشمیر کے مسلمانو! ہمارا اللہ ایک ہے، ہمارا پیغمبر ایک ہے، ہمارا قرآن ایک ہے، اس لئے ہماری آواز بھی ایک ہونی چاہیے۔"

یہ قائد کا پیغام تھا اور درحقیقت یہی اسلام کا پیغام بھی ہے۔ اہل نوربخشیہ کسی مسلمان کے خلاف کوئی بغض و عداوت نہیں رکھتے۔ وہ تمام مسلمانوں کے دوست ہیں۔

رسالہ نوائے صوفیہ نے اپنی اشاعت کا پہلا سال مکمل کر لیا ہے، یہ رسالہ اسلام، قرآن پاک اور ان مشاہیر اسلام کے متعلق معلوماتی مضامین شائع کرتا ہے جنہوں نے اللہ کے آخری پیغام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا۔ خاص طور پر یہ رسالہ اس تعصب سے بالا اسلام کا پیغام دیتا ہے جو شمالی علاقہ جات اور ان علاقوں میں جہاں اس علاقے کے لوگ (نوربخشی) آباد ہیں، مقبول ہے۔

اس رسالے کی طباعت عمدہ ہے اور شامل اشاعت مضامین گزشتہ شماروں میں شائع ہونے والے مضامین کی طرح نہایت مفید ہیں۔

(میر عبدالعزیز)

"تبیان" نامی غیر معروف کتابچے میں شائع شدہ الزامات کے بارے میں مزید کچھ لکھنا نوائے صوفیہ کے علمی اور تحقیقی معیار کے منافی ہے۔ لہٰذا ہم آئندہ ایسے موضوع پر تبصرہ سے گریز کریں گے۔ موجودہ تبصرے کا واحد مقصد چند علمائے کرام کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہے۔

مذکورہ پمفلٹ کی اشاعت کے ذمہ دار حضرات سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ مستقبل میں اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ اور بے بنیاد بیانات سے گریز کریں گے۔

(ادارہ)

اخلاق نبوی کا ایک گوشہ

محمد حسن نوری عرب امارات

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اخلاق کا مجسمہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے اپنے دوست اور دشمن کو یکساں نظر سے دیکھا۔ ابو جہل آپ کا شدید ترین دشمن تھا جو آپ کو تکلیف دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا مگر آپؐ اسے معاف فرما دیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس کا بس نہ چلا تو ایک دن اس نے اپنے گھر کے اندر ایک کنواں کھودا۔ جس کا منہ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں رکھ کر بند کر دیا اور خود بیمار بن کر دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا۔ اس کو یقین تھا کہ پیغمبر اسلام میری بیماری کی خبر سنتے ہی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائیں گے اس طرح اس میں گر جائیں گے۔ جب حضورؐ کو معلوم ہوا کہ ابو جہل بیمار ہے تو آپ بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ کنواں کے قریب پہنچے تو فوراً جبریل امین حاضر ہوگئے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ آگے آپ کو گرانے کے لئے کنواں کھدوایا گیا ہے۔ آگے نہ جائیں۔ جب ابو جہل نے دیکھا حضورؐ تشریف لے جا رہے ہیں تو مارے ڈر کے فوراً اٹھا اور حضورؐ کو روکنے کے لئے دوڑا تو خود کنوئیں میں گر گیا۔ چیخنے چلانے لگا کہ مجھے نکالو مگر بہت کوشش کے باوجود اسے کوئی نہیں نکال سکا۔ آخر کہنے لگا کہ محمدؐ کو بلاؤ کہ وہ ہی کنوئیں مجھے سے باہر نکالیں۔

بلانے پر آپؐ فوراً تشریف لائے اور فرمایا ابو جہل کلمہ پڑھو میں تمہیں نکالوں گا اس نے کہا اے محمدؐ پہلے مجھے یہاں سے نکالو میں کلمہ پڑھوں گا لیکن باہر آ کر کلمہ پڑھنے کی بجائے حضورؐ پر الزام تراشیاں کرنے لگا۔ قارئین کرام یہ حضورؐ کا اخلاق تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بقیہ قارئین کے خطوط

اس دفعہ نوائے صوفیہ کے سرورق کو لال رنگ دے کر خطرے کا نشان بنا دیا ہے۔ جو کہ نیک شگون نہیں رسالے کا معیار گرتا جا رہا ہے۔ یہ بھی بتائیں کہ میرا چندہ کب تک کے لئے ہے۔

(بابو محمد تقی شگری)

نوائے صوفیہ کے لئے ایک عدد تصویر خانقاہ معلیٰ کو نیس ارسال خدمت ہے۔ یہ خانقاہ معلیٰ جو کہ ۱۹۸۸ء میں سیلاب کی وجہ سے گر گیا تھا اب دوبارہ تعمیر ہوئی ہے۔

(انور علی طالب علم ڈگری کالج سکردو)

کم وسائل کے باوجود رسالہ بازار سے خرید کر پڑھتا ہوں۔ آئندہ سے مجھے بھی مستقل خریدار بنا لیں۔ اس دور کے لئے نوائے صوفیہ مشعل راہ ثابت ہو رہا ہے۔

(الیاس راہی بانپی خپلو)

نوائے صوفیہ کے لئے سالانہ چندہ ارسال کرنے میں دیر ہوئی معذرت خواہ ہوں۔ عرض ہے کہ ایک عدد رسالہ میرے بیٹے کو بھی ارسال کریں۔

(حاجی عبدالحمید عمان)

ترجمان نوربخشیہ نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں۔ براہ کرم رسالہ ارسال کریں۔

(حوالدار غلام مہدی حیدری)
۸ این ایل آئی

دنیائے تصوف کی خبریں

محکمہ تعلیم شمالی علاقہ جات نے پروفیسر منظوم علی کے تیار کردہ نقشہ (اٹلس) میں ترمیم کا حکم دے دیا

معلوم ہوا ہے کہ محکمہ تعلیم شمالی علاقہ جات نے گورنمنٹ ڈگری کالج گلگت کے جغرافیہ کے استاد جناب منظوم علی کے شمالی علاقہ جات کے جغرافیہ پر تیار کردہ نقشے میں رد و بدل کرنے کا حکم دیا ہے ۔ یاد رہے کہ پروفیسر منظوم علی نے اپنے تیار کردہ اٹلس میں جغرافیہ حالات کے ساتھ ساتھ مذہبی فرقوں پر بھی تبصرہ کیا تھا جس میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے ممتاز مذہبی نام کو امامیہ اثنا عشریہ کے نام سے بدلنے کے علاوہ بعض مبلغین اسلام کے بارے میں بھی غلط حقائق درج کئے تھے ۔ اور نوربخشی آبادی کو خاصا کم کر کے پیش کیا تھا ۔ جس پر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان اور ماہنامہ نوائے صوفیہ نے صدائے احتجاج بلند کی ۔ یہی وجہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے ان معقول وجوہ کو تسلیم کیا اور اپنے ایک سرکلر میں حکم جاری کیا ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ کے بجائے نوربخشیوں کا اصل مذہبی نام درج کیا جائے ۔

ادھر پروفیسر موصوف نے بھی اپنی کاوش بیجا پر معذرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نقشے کے آئندہ ایڈیشن میں تمام غلطیوں کا ازالہ کر دیا جائے گا ۔ تاہم نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے اراکین محکمہ تعلیم کی طرف سے کی جانے والی اس کارروائی سے ہنوز مطمئن نہیں ہیں اور وہ اس نقشے کی مکمل منسوخی پر اصرار کر رہے ہیں ۔

تھگس میں روحانی تربیت کا نورانی اجتماع

غلام حیدر ربانی

پچھلے دنوں خانقاہ معلیٰ تھگس میں سہ روزہ اعتکاف کا ایک نورانی اجتماع جناب اخوند ابراہیم تھگسی کی قیادت میں ہوا ۔ جس میں پندرہ اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا ۔ ان میں نوعمر اور عمر رسیدہ لوگ بھی شامل تھے ۔ الحمدللہ یہ نورانی محفل نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی ۔ آخر میں جناب اخوند ابراہیم نے اعتکاف کے فضائل و برکات پر قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی زندگیوں سے شواہد و ثبوت کے ساتھ روشنی ڈالی ۔

چھتچن میں محفل اعتکاف

رپورٹ : غ ۔ ح ۔ ن

گزشتہ دنوں مشہور تاریخی اور روحانی مرکز جامع مسجد چھتچن میں محفل اعتکاف کا انعقاد کیا گیا ۔ اس سہ روزہ تربیتی کیمپ میں بائیس افراد نے شرکت کی ۔ اعتکاف میں بیٹھنے والوں کی قیادت جناب محمد بشیر اور جناب صوفی غلام رسول صاحب کرتے رہے ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو آخری تقریبات منعقد ہوئیں جن میں اخوند محمد ابراہیم ، مولانا عبدالحمید ، مولوی محمد اسحاق ، مولانا عبدالرحیم کرخی اور مولانا محسن علی سرموی نے شرکت کی ۔ جنہوں نے اس موقع پر لوگوں کی بڑی تعداد سے خطاب کیا ۔

مولوی عبدالحمید صاحب نے عبادت کی اہمیت و افادیت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ خلوص و یکسوئی کے بغیر عبادت صرف ورزش اور رسم و رواج ہے اعتکاف سے اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص ربط پیدا ہوتا ہے جس سے صحیح معنوں میں عبادات کی بجاآوری ہو جاتی ہے ۔

مولانا محسن علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تصوف میں تزکیہ نفس ، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح پر بہت زور دیا گیا ہے اس افراتفری پر مشتمل دور میں اعتکاف نشینی کے بغیر

دنیائے تصوف کی خبریں

محکمہ تعلیم شمالی علاقہ جات نے پروفیسر منظوم علی کے تیار کردہ نقشہ (اطلس) میں ترمیم کا حکم دے دیا

معلوم ہوا ہے کہ محکمہ تعلیم شمالی علاقہ جات نے گورنمنٹ ڈگری کالج گلگت کے جغرافیہ کے استاد جناب منظوم علی کے شمالی علاقہ جات کے جغرافیہ پر تیار کردہ نقشے میں رد و بدل کرنے کا حکم دیا ہے ۔ یاد رہے کہ پروفیسر منظوم علی نے اپنے تیار کردہ اطلس میں جغرافیہ حالات کے ساتھ ساتھ مذہبی فرقوں پر بھی تبصرہ کیا تھا جس میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے ممتاز مذہبی نام کو امامیہ اثنا عشریہ کے نام سے بدلنے کے علاوہ بعض مبلغین اسلام کے بارے میں بھی غلط حقائق درج کئے تھے ۔ اور نوربخشی آبادی کو خاصا کم کر کے پیش کیا تھا ۔ جس پر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان اور ماہنامہ نوائے صوفیہ نے صدائے احتجاج بلند کی ۔ یہی وجہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے ان معقول وجوہ کو تسلیم کیا اور اپنے ایک سرکلر میں حکم جاری کیا ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ کے بجائے نوربخشیوں کا اصل مذہبی نام درج کیا جائے۔

ادھر پروفیسر موصوف نے بھی اپنی کاوش بیجا پر معذرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس نقشے کے آئندہ ایڈیشن میں تمام غلطیوں کا ازالہ کر دیا جائے گا۔ تاہم نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے اراکین محکمہ تعلیم کی طرف سے کی جانے والی اس کارروائی سے ہنوز مطمئن نہیں ہیں اور وہ اس نقشے کی مکمل منسوخی پر اصرار کر رہے ہیں۔

تھگس میں روحانی تربیت کا نورانی اجتماع

غلام حیدر ربانی

پچھلے دنوں خانقاہ معلیٰ تھگس میں سہ روزہ اعتکاف کا ایک نورانی اجتماع جناب اخوند ابراہیم تھگس کی قیادت میں ہوا ۔ جس میں پندرہ اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ ان میں نوعمر اور عمر رسیدہ لوگ بھی شامل تھے ۔ الحمدللہ یہ نورانی محفل نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی ۔ آخر میں جناب اخوند ابراہیم نے اعتکاف کے فضائل و برکات پر قرآن و حدیث اور سلف صالحین کی زندگیوں سے شواہد و ثبوت کے ساتھ روشنی ڈالی ۔

چھتپن میں محفل اعتکاف

رپورٹ : غ ۔ ح ۔ ن

گزشتہ دنوں مشہور تاریخی اور روحانی مرکز جامع مسجد چھتپن میں محفل اعتکاف کا انعقاد کیا گیا۔ اس سہ روزہ تربیتی کیمپ میں بائیس افراد نے شرکت کی۔ اعتکاف میں بیٹھنے والوں کی قیادت جناب محمد بشیر اور جناب صوفی غلام رسول صاحب کرتے رہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو آخری تقریبات منعقد ہوئیں جن میں اخوند محمد ابراہیم ، مولانا عبدالحمید ، مولوی محمد اسحاق ، مولانا عبدالرحیم کرخی اور مولانا محسن علی سرموی نے شرکت کی۔ جنہوں نے اس موقع پر لوگوں کی بڑی تعداد سے خطاب کیا۔

مولوی عبدالحمید صاحب نے عبادت کی اہمیت و افادیت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ خلوص و یکسوئی کے بغیر عبادت صرف ورزش اور رسم و رواج ہے اعتکاف سے اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص ربط پیدا ہوتا ہے جس سے صحیح معنوں میں عبادات کی بجاآوری ہو جاتی ہے۔

مولانا محسن علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تصوف میں تزکیہ نفس ، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح پر بہت زور دیا گیا ہے اس افراتفری پر مشتمل دور میں اعتکاف نشینی کے بغیر

انسان میں یہ صفات پیدا نہیں ہو سکتیں ۔ انہوں نے قلب ونظر کی صفائی کو اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ قرار دیتے ہوئے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اعتکاف نشینی کی تلقین کی۔

اخوند محمد ابراہیم نے اپنے خطاب میں قلب و نظر کی صفائی کے بغیر روحانیت کو مردود قرار دیا ۔ اعتکاف سے انسان کا باطن لطیف ہو جاتا ہے اور اس کی کثافتیں آہستہ آہستہ مٹ جاتی ہیں اس طرح وہ ملکوت و جبروت کے عجائبات میں پہنچ جاتا ہے۔

مولوی محمد اسحاق صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے ۔ اعتکاف کے دوران عبادت کرنے کا بہترین موقع ملتا ہے۔ انہوں نے معتکف حضرات کو مبارک بادی اور تلقین کی کہ وہ اپنے دوران اعتکاف معمولات کو برقرار رکھیں۔ اخوند محمد ابراہیم کی دعاؤں کے بعد یہ روح پرور محفل برخواست ہوئی۔

اہلیان چھوربٹ مقیم سکردو کی جانب سے جج محمد علی صاحب کی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے عہدہ پر ترقی پانے کی خوشی میں استقبالیہ

شجاعت علی حیدری
صوفیہ کالونی،
سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو

سکردو میں گزشتہ دنوں سول جج جناب محمد علی صاحب کے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے عہدہ پر ترقی پانے کی خوشی میں افسران ، معززین اہلیان چھوربٹ مقیم سکردو کی جانب سے ایک استقبالیہ دیا گیا ۔ استقبالیہ تقریب میں علماء کرام ، اعلیٰ سرکاری حکام ، عوامی نمائندوں جج صاحبان نے وکلاء حضرات اور معززین چھوربٹ کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی ۔ یاد رہے کہ جناب محمد علی صاحب کا تعلق بلتستان کے ضلع گانچھے ، سکسا وادی چھوربٹ سے ہے اور آپ علاقہ بلتستان سے پہلے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ہیں۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی چیئرمین چیف کورٹس شمالی علاقہ جات جسٹس (ریٹائرڈ) جناب محمد اسحاق صاحب تھے۔ جنہوں نے اس استقبالیہ تقریب سے خطاب میں نئی آئینی ، عدالتی پیکج کے تحت شمالی علاقوں میں عدالتی اصلاحات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

انہوں نے جناب محمد علی صاحب کی خدمات اور عوام میں مقبولیت کو خراج تحسین پیش کیا اور امید ظاہر کی کہ جناب محمد علی صاحب اپنی اعلیٰ عدالتی روایات کو برقرار رکھیں گے ۔

جناب محمد علی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے اہلیان چھوربٹ اور تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مظلومین کی دادرسی ، جلد انصاف مہیا کرنا ، غیرجانبدار رہنا اور منصفانہ فیصلہ کرنا دین اسلام کی تعلیم ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عدالتی فیصلے انتہائی نازک اور دوررس نتائج کے حامل ہوتے ہیں اس لئے ایک جج کا ایماندار ، غیرجانبدار اور منصف مزاج ہونا انتہائی ضروری ہے۔

قرارداد مذمت

محمد جابر جنرل سیکرٹری
تحریک احیاء صوفیہ نوربخشیہ کویت

کویت میں مقیم تحریک احیائے صوفیہ نوربخشیہ کے عہدیداروں اور سرکردہ لوگوں کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس کی صدارت تحریک کے صدر حاجی محمد صادق نے کی ۔ اجلاس میں محمود آباد کراچی میں نوائے صوفیہ کے ساتھ چند شرپسند عناصر کی قبیح حرکت اور اس کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کی شدید مذمت کی گئی اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ نوائے صوفیہ کو نقصان پہنچانے والوں کے ساتھ کبھی تعاون نہیں کیا جائے گا۔ اس موقع پر تحریک کے صدر حاجی محمد صادق نے اپنے خطاب میں کہا کہ نوائے صوفیہ اہل تصوف کا مقبول عام جریدہ ہے اس کا کسی گروہ بندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اجلاس میں تحریک کی جانب سے ادارہ نوائے صوفیہ کے ساتھ بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

مدرسہ شاہ ہمدانؒ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو کے وفد کا وادی چھوربٹ کا تفصیلی دورہ

غلام علی حیدری، جنرل سیکرٹری
انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ سکردو

مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے حقیقی لگاؤ رکھنے والے عقیدتمندوں نے سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں ایک دینی ادارہ مدرسہ شاہ ہمدان، انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ (رجسٹرڈ) سکردو کے زیر اہتمام گزشتہ ایک سال سے قائم کر رکھا ہے۔ ادارے میں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے ۱۸ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ ہذا کے انتظامات کو چلانے کے لئے ایک بااختیار کمیٹی موجود ہے۔ جو نہایت احسن طریقے سے مدرسہ کو چلا رہی ہے۔ یاد رہے کہ مدرسہ ہذا میں داخلہ کے لئے ہر یونین کونسل کو ایک ایک نشست قابلیت کی بنیاد پر مختص ہے۔ سکردو میں مقیم مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے باشعور دانشوروں نے موجودہ دور میں مدرسہ کی ضرورت اہمیت اور افادیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مستقل ذرائع آمدنی کے لئے ملازمین اور کاروباری لوگوں سے ڈھائی فیصد چندہ ماہوار لینے کا اصولی فیصلہ کیا اور یوں یکم ستمبر ۱۹۹۳ء سے اس مہم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سکردو کے نوربخشی پیروکاروں نے نہایت عقیدت اور مذہبی جذبہ کا عملی مظاہر کرتے ہوئے اپنی مدد آپ کے تحت مدرسہ شاہ ہمدان کو منظم اور فعال طور پر چلا کر نوربخشی عوام کے اعتماد کو پھر سے بحال کیا۔ طلباء کے لئے قیام و طعام اور پوشاک کا بندوبست کرنے کا علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، باصلاحیت اور تجربہ کار اساتذہ کرام کی خدمات بھی حاصل کر لی گئی ہیں اور یوں مدرسہ شاہ ہمدان ایک اعلیٰ دینی درسگاہ اور نوربخشی تعلیمات کے تحفظ کا مرکز ثابت ہو رہا ہے۔ انجمن فلاح و بہبود (صوفیہ نوربخشیہ رجسٹرڈ) سکردو کے جنرل سیکرٹری اور مدرسہ شاہ ہمدان کے فعال کارکن جناب غلام علی حیدری کی قیادت میں ایک وفد نے علاقہ چھوربٹ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کرتے ہوئے ۲۲ دسمبر سے موضع فرانو سے باقاعدہ چندے کا آغاز کیا۔

چھوربٹ کے مخلص دیندار اور جذبہ ایمانی سے سرشار مقامی علماء کرام، معززین، ملازمین اور نوربخشی عوام نے انتہائی خلوص دل اور مذہبی جذبہ کے ساتھ وفد کے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہے۔ فرداً فرداً وضاحت کرنا ممکن نہیں البتہ اجتماعی طور پر ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
چندہ دہندگان کی تفصیلی فہرست انشاء اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کے آئندہ کسی شمارے میں شامل اشاعت کی جائے گی۔

تنظیم فلاح و بہبود نوجوان صوفیہ نوربخشیہ سرک کراچی یونٹ کی جانب سے مرکزی عہدیداروں کے اعزاز میں عشائیہ

غلام رسول ثاقب
پریس سیکرٹری

سرسیکی ہاؤس عوامی کالونی کورنگی میں تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرک کے مرکزی صدر اور نگران اعلیٰ کے کراچی کے دورے کے موقع پر ان کے اعزاز میں کراچی یونٹ نے ایک عشائیہ کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر کراچی یونٹ کے جنرل سیکرٹری گلزار حسین نے مرکزی نگران اعلیٰ اور صدر کے سامنے یونٹ کی چار سالہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ صدر محمد حسن دلشاد نے اپنی مختصر سی تقریر میں کہا کہ کراچی یونٹ کراچی میں مقیم طلباء کے مسائل حل کرنے میں ہر وقت مصروف عمل ہے۔ مرکزی نگران اعلیٰ محمد الیاس غازی نے عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ اخروی تعلیمات بھی حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے ذریعے ہی ہم آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

مرکزی صدر سید حسین شاہ عابدی نے عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی تنظیم پورے آب و تاب کے ساتھ ملت نوربخشیہ کے مسائل حل کرنے میں مصروف ہے۔ ہمارے پاس قلیل مدت ہونے کے باوجود ہم نے تنظیم کو ازسرنو ترقی کی طرف گامزن کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

آخر میں مولانا محمد رضا ذیشان نے تمام شرکاء کے تقریب کے حق میں خصوصی دعائے خیر کی اور کشمیر، بوسنیا، چچنیا اور فلسطین کی آزادی کے لئے بھی دعا کی۔

کاروان تصوف موضع شیلا میں

احسان علی دانش

۱۷ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ سرمک نے اپنے تمام اراکین کابینہ سمیت موضع شیلا کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے میں میرواعظ جناب سید محمد الموسوی جو کہ ثالثی کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں، شامل تھے۔ اہل نوربخشیوں کی بستی موضع شیلا پہنچنے پر پرتپاک خیرمقدم کیا گیا۔ اس موقع پر ایک خصوصی تقریب ہوئی جس کی صدارت میرواعظ سرمک سید محمد الموسوی نے کی۔ تنظیم کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام علی نے تقریر کرتے ہوئے تنظیم ہذا کی غرض و غایت اور اہل شیلا کے لئے اس کی ضرورت او افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ وادی کھرمنگ میں موضع سرمک دیگر نوربخشی گاؤں شیلا اور پندرہ کے لئے مرکزیت کا حامل ہے۔ صدر محفل سید محمد الموسوی نے اپنے خطبہ صدارت میں علم کی ضرورت اور عہد حاضر میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ شیلا میں تنظیم ہذا کی یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جو شیلا کے تمام زکواۃ، فطرے اور خیرات جمع کر کے مرکز کے حوالے کرے گی۔ علاوہ ازیں ثالثی کمیٹی کے نام سے ذیلی شاخ بھی تشکیل دی گئی۔

یوم ولادت حضرت امام مہدیؑ اور شاہ سید محمد نوربخش پر جلسہ

محمد اسماعیل
مرکزی جنرل سیکرٹری
تنظیم سلترو سیاچن

۸ جنوری کو مسجد شاہ ہمدان سلترو سکردے میں تنظیم سلترو سیاچن کے زیراہتمام یوم ولادت حضرت امام مہدی اور شاہ سید محمد نوربخش کے موقع پر جلسہ ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اس موقع پر علماء کرام اور نعت خوانوں نے گلہائے عقیدت پیش کئے مقررین میں ماسٹر مولانا غلام محمد آخوند موسیٰ، اخوند محمد ملاگرونگ آخوند روزی اور غلام حسین شامل تھے۔ صدر جلسہ معروف عالم دین آخوند غلام محمد نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اختتام پر تنظیم کے صدر محمد اختر نے جلسے میں شرکت کرنے پر عوام کا شکریہ ادا کیا۔

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن
پاکستان سرمک یونٹ

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان سرمک یونٹ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔

جس میں گزشتہ دنوں کراچی محمود آباد میں مسجد صوفیہ نوربخشیہ سے رسالہ نوائے صوفیہ کی چوری اور اس کے خلاف پوسٹر بازی کی شدید مذمت کی گئی اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ شرپسند عناصر پر کڑی نظر رکھیں ورنہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کھانے یونٹ کے منتخب عہدیدار

۱۔ گلزار حسین، صدر
۲۔ ذاکر حسن، نائب صدر
۳۔ محمد حسن، جنرل سیکرٹری
۴۔ ممتاز علی، ڈپٹی جنرل سیکرٹری
۵۔ شجاعت علی، پریس سیکرٹری
۶۔ اکبر علی، ڈپٹی پریس سیکرٹری
۷۔ سرور علی، فنانس سیکرٹری
۸۔ محبوب علی، ڈپٹی فنانس سیکرٹری
۹۔ اشرف حسین، سوشل سیکرٹری
۱۰۔ حمایت حسین، ڈپٹی سوشل سیکرٹری
۱۱۔ غلام علی، ناظم اجلاس
۱۲۔ منظور حسین، ڈپٹی ناظم اجلاس
۱۳۔ ہارون علی، رابطہ سیکرٹری
۱۴۔ اختر حسین، ڈپٹی رابطہ سیکرٹری
۱۵۔ مراد علی، مرکزی جوائنٹ سیکرٹری

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ہومیو ڈاکٹر ایم۔اے۔شاہد

میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں شمارہ نمبر ۹ پڑھ کر بے انتہا مسرت حاصل ہوئی۔ پہلے -/30 روپے ارسال کئے تھے۔اب سال کے اختتام پر کتنی رقم ارسال کروں؟
(جواب: آپ مبلغ -/120 روپے ارسال کریں)
(رستم علی زمان طالبعلم براہ)

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں اگست کے شمارے کے سرورق پر خانقاہ معلیٰ امیر کبیر کی تصویر دیکھ کر مسرت کی انتہا نہ رہی۔ مستقل خریداروں کی فہرست میں لداخ کے حاجی محمد علی کا نام پڑھ کر اور بھی خوشی حاصل ہوئی۔
(غلام علی بلتستانی اردو اینڈ کامرس کالج، کراچی)

ایک عدد مضمون تصوف اور سکون قلب ارسال کیا ہے۔براہ کرم ضروری درستی کے بعد شائع کرادیں۔رسالے کے بڑھتے ہوئے معیار پر آپ سب کو بہت مبارک۔
(این ایم نورانی یوچنگ)

آج کل کے اس برق رفتار دور میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے علماء کرام۔شعراء۔ادباء اور اہل قلم حضرات کی خفیہ صلاحیتیں منصہ شہود پر آرہی ہیں۔جس کی وجہ سے لوگوں کے اندر ایک عظیم فکری دینی اور سیاسی انقلاب رونما ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل علم کے فکر اور جستجو میں مزید وسعت دے۔آمین
(محمد انور سرسوئی آزاد کشمیر)

بندہ ناچیز مذہب حقہ کا ادنیٰ خادم ہے۔میں نوائے صوفیہ کا باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کرتا ہوں اگست کے شمارے میں واقعہ کربلا کا تاریخی پس منظر اور ذاکر صاحب کا ترانہ بے حد پسند آیا۔دو عدد مضامین ارسال کئے تھے شائع نہ ہوسکے۔انشاء ایک اور مضمون ارسال کروں گا۔
(غلام محمد عالب کھر کوہ مند یک)

احیائے تصوف کا علمبردار نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۹ ملا۔پڑھ کر فیوض روحانی سے مالا مال ہوا۔غزل شاہ سید غازی صاحب کے ترجمے کے ساتھ انتہائی پسند آئی۔انہوں نے واقعی شاعری کا حق ادا کیا ہے۔سید اسد زیدی صاحب کے گلہائے عقیدت نے رسالے کا وقار مزید بلند کیا ہے۔مولوی عبدالحمید صاحب کا مضمون اس مرتبہ پڑھنے کو نہ مل سکا۔ایک مضمون ابد اور سول مقبول ارسال کر رہا ہوں۔شامل اشاعت کریں۔
(سید نواز حسین اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گلاب پور شگر)

پچھلے دنوں سرسیک میں رسالہ موصول ہوا جاندار اور انقلابی مضامین نے دل و دماغ میں ہل چل مچادی۔تحریریں اپنی سچائی خود بیان کر رہی تھی۔یہ رسالہ اپنی نوعیت کا منفرد اور اعلیٰ معیاری رسالہ ہے۔البتہ چند کتابت کی غلطیاں ہیں جو کہ دور کرنے کی ضرورت ہے۔
(سید ذوالفقار علی قمر، منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور)

نوائے صوفیہ میرا انتہائی محبوب رسالہ ہے۔مہینے بھر اس طرح انتظار رہتا ہے جس طرح کسی ماں کو اپنے بچھڑے ہوئے بچے کا انتظار ہوتا ہے۔
(این ایم نورانی یوچنگ)

نوائے صوفیہ کی بڑھتی ہوئی ورائٹی سے ہم سب بہت متاثر ہیں خصوصاً جناب غازی صاحب اور قبلہ علامہ صاحب کے مضامین اپنی مثال آپ ہیں۔
(نثار علی)
انجمن صوفیہ نوربخشیہ
گلگت

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو کے کارکنان کی جانب سے نوائے صوفیہ کی شاندار اشاعت کا ایک سال پورا ہونے پر مبارک باد پیش خدمت ہے۔عرض ہے کہ ایک عدد رسالہ غوث المتاخرین لائبریری کو ارسال کریں۔اور ۲۵ عدد رسالہ ہمارے اسٹال کے لئے ارسال کریں تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ اسے لوگوں تک پہنچا سکیں۔
(پریس سیکرٹری)
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو

باقی صفحہ ...

The Monthly NAWA-I-SUFIA Islamabad
Reg. No.B/1-D-97

السلسلۃ الذہبیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

واعتصمنا بحبل اللہ المتین ۝ السید محمد نور بخش ۔ حضرت خواجہ
اسحق الختلانی ۔ حضرت امیر الکبیر السید علی الهمدانی ۔ حضرت الشیخ
محمود المزدقانی ۔ حضرت شیخ علاء الدولہ السمنانی ۔ حضرت الشیخ
عبدالرحمن الاسفرائنی ۔ حضرت الشیخ احمد الذاکر الجورجانی ۔ حضرت
الشیخ علی اللالا ۔ حضرت الشیخ النجم الدین الکبری ۔ حضرت الشیخ
عماریاسر البدلیسی ۔ حضرت الشیخ ابوالنجیب السهروردی ۔ حضرت
الشیخ احمد الغزالی ۔ حضرت الشیخ ابوبکر النساجی ۔ حضرت الشیخ
ابو القاسم الجورجانی ۔ حضرت الشیخ ابوعثمان مغربی ۔ حضرت الشیخ
ابو علی الکاتبی ۔ حضرت الشیخ ابو علی الرودباری ۔ حضرت الشیخ
جنید البغدادی ۔ حضرت الشیخ سری السقطی ۔ حضرت الشیخ معروف
الکرخی ۔ حضرت الامام علی الرضا ۔ حضرت الامام موسی الکاظم ۔
حضرت الامام جعفر الصادق ۔ حضرت الامام محمد الباقر ۔ حضرت
الامام علی الزین العابدین ۔ حضرت الامام الحسین الشهید بکربلاء ۔
حضرت الامام الحسن المجتبی ۔ حضرت الامام الاولیاء علی ولی اللہ ۔
حضرت خاتم الانبیاء خیر الوری محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ
اجمعین ۝ لانهم انمتنا فی الدین ۝ وعلی طریق الحق والیقین ۝ وهذا
حبل اللہ المتین ۝ ولا ینقطع الی یوم الدین ۝ وهو صراط المستقیم
للمومنین ۝ ربنا ارزقنا متابعتهم ولجمیع المسلمین ۝ برحمتک یا ارحم
الرحیم ۝

اللهم صلی علی محمد وعلی ال محمد ۝